سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2024

جمعرات، 25۔اپریل 2024

(یوم الخمیس، 16۔شوال 1445ھ)

اٹھارہویں اسمبلی: آٹھواں اجلاس

جلد 8: شمارہ 4

203

فہرست کارروائی

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

جمعرات،25۔اپریل2024

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ اور کمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

GOVERNMENT BUSINESS

(a) LAYING OF REPORTS

A MINISTER to lay the following Reports:

1. Special Audit Report on the Accounts of Payment to Ghost Employees in District Education Authority, Sargodha for Financial year 2016-17 to 2018-19, for the Audit Year 2019-20.
2. Special Audit Report on the Accounts of Deputy District Education Officer (M-EE) Tehsil Raiwind, District Lahore, Financial Period 2015-19, for the Audit Year 2020-21.

204

3. Audit Report on the Accounts of Climate Change, Environment and Disaster Management Organizations Punjab, for the Audit Year 2019-20.
4. Audit Report on the Accounts of Expenditure of Government of the Punjab, for the Audit Year 2021-22 (Volume I & II).
5. Audit Report on the Accounts of Revenue Receipt of Government of the Punjab, for the Audit Year 2021-22.
6. Audit Report on the Accounts of Provincial Zakat Fund Provincial Level Health Institutions and District Zakat Committees Punjab for the Audit Year 2021-22.
7. Appropriation Accounts of Government of the Punjab Forest Department for the Year 2020-21.
8. Performance Audit Report on Construction of Kahna kacha Flyover Lahore, Lahore Development Authority, HUD & PHE Department, Government of the Punjab, for the Audit Year 2017-18.
9. Performance Audit Report on the Role of Various Directorates of LDA on Encroachments and their Removal in Lahore, HUD & PHE Department, Government of the Punjab, for the Audit Year 2017-18.
10. Project Audit Report on Construction of Signal Free Corridors Jail Road & Main Boulevard Gulberg Project

Lahore, HUD & PHE Department, Government of the Punjab, for the Audit Year 2018-19.

(b) GENERAL DISCUSSION

PRE-BUDGET DISCUSSION

205

صوبائی اسمبلی پنجاب

اٹھارہویں اسمبلی کا آٹھواں اجلاس

جمعرات،25۔اپریل 2024

(یوم الخمیس، 16۔شوال 1445ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں دوپہر 2بج کر38منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر ملک محمد احمد خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری رمضان قادرنے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO

وَكَأَيِّنْ مِنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ (60) وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ
الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ(61) اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ
يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ(62)

سورہ العنکبوت (آیات نمبر60 تا 62)

اور بہت سے جانور ہیں جو اپنا رزق اُٹھائے نہیں پھرتے اللہ ہی ان کو رزق دیتا ہے اور تم کو بھی۔ اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے(60) اور اگر اُن سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا۔ اور سورج اور چاند کو کس نے (تمہارے) زیر فرمان کیا تو کہہ دیں گے اللہ نے۔ تو پھر یہ کہاں اُلٹے جا رہے ہیں(61) اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بیشک اللہ ہر چیز سے واقف ہے(62)

وَمَاعَلَیْنَااِلَّاالْبَلَاغ o

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

صبا درِ مصطفیٰ تے جا کے کہویں درودوسلام میرا
نبی دے قدماں تے سر جُھکا کے کہویں درودوسلام میرا
تُوں لے کے بوسہ او جالیاں دا او جالیاں کرمانوالیاں دا
سوال کہہ کے سوالیاں دا کہویں درودوسلام میرا
توں سامنے روضے دے کھلو کے مری طرح زاروزار رو کے
نثار قدماں دے اتوں ہو کے کہویں دُرودوسلام میرا
صبا در مصطفیٰ تے جا کے کہویں درودوسلام میرا

دعائے مغفرت

معزز رکن انصر ہرل کے بھائی، معزز رکن مولانا الیاس چنیوٹی کے بھائی، معزز رکن اسد عمر دراز کے والد محترم اور توصیف شاہ کی والدہ کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہمارے ہاؤس کے معزز رکن انصر ہرل جو سرگودھا سے ایم پی اے ہیں، ان کے اور مولانا الیاس چنیوٹی کے بھائی رضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں، ہمارے ایک معزز رکن اسد عمر دراز صاحب کے والد محترم وفات پا گئے ہیں اور توصیف شاہ صاحب کی والدہ وفات پا گئی ہیں لہٰذا میں قاری صاحب سے گزارش کروں گا کہ تمام مرحومین کے لئے فاتحہ خوانی کروائی جائے۔

(اس مرحلے پر تمام مرحومین کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

حلف

نومنتخب اراکین اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: رانا صاحب! مجھے دو منٹ دے دیں میں ذرا oath administer کروالوں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ دو منتخب اراکین جناب موسیٰ الٰہی اور ڈاکٹر عائشہ جاوید صاحبہ حلف اٹھانے کے لئے ایوان میں موجود ہیں میری ان سے استدعا کہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی اپنی نشستوں کے سامنے کھڑے ہو جائیں اور حلف اٹھانے کے بعد حلف رجسٹر پر دستخط ثبت فرمادیں۔

(شور و غل)

(اس مرحلے پر معزز اراکین اسمبلی نے حلف اٹھایا اور حلف رجسٹر پر دستخط ثبت کئے)

جناب سپیکر: Please order in the House, order in the House. Please order in the House. I would say that no shouting and clapping in the galleries please.

اگر معزز مہمانوں میں سے کوئی مہمان گیلریز میں بیٹھ کر اس order کو disturb کرے گا تو he will be evicted from the House. Please order in the House.

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ایہہ سارے بندے ایتھاں دے ہین۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ I would like to draw your attention to the fundamental rights and principles of policy of the Constitution of Pakistan where it is very clear freedom of assembly, freedom of association and freedom of speech ہمارے جتنے بھی معزز اراکین یہاں پر موجود ہیں حاجی اسماعیل صاحب ہیں، احسن رضا صاحب ہیں، شیخ شاہد جاوید صاحب ہیں کل رات سے ان کے گھروں پر ظالمانہ طریقے سے ریڈ کئے گئے جن کے ویڈیو کلپس بھی ہمارے پاس موجود ہیں ان کے گھروں پر صرف اس لئے یہ ریڈ کئے گئے ہیں کہ یہ جو الیکشنز ہوئے ہیں ان پر کل ہماری احتجاج کی call تھی۔ آپ نے اس کرسی پر بیٹھ کر فرمایا تھا کہ ہمیں احتجاج کا حق ہے ہم within the parameters of peaceful protests کر سکتے ہیں۔ آج بھی ہمارے پندرہ پندرہ، بیس بیس لوگ پکڑ لئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اس طرح نظام نہیں چلے گا، آپ یہ دیکھ لیں ہمارے پاس ویڈیوز اور سب کچھ موجود ہے۔ If you are the Custodian of this House. اگر آپ ہمیں defend نہیں کریں گے تو یہی پولیس آج آپ کے پاس آجائے گی۔ بڑی اچھی بات ہے کہ وزیراعلیٰ صاحبہ نے آئی جی کی وردی پہن لی ...... But it is not required

جناب سپیکر: راناصاحب!۔۔۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہم کس طرف چل پڑے ہیں۔ آپ نے یہاں پر نیا کام شروع کر دیا ہے یہاں پر مقابلہ موسیقی اور مقابلہ حسن شروع کروا دیا ہے اور ان پر پیسے لگا رہے ہیں لیکن زمیندار مرا پڑا ہے۔ آپ اچھے زمیندار ہیں، یہاں سارے زمیندار بیٹھے ہوئے ہیں، کسان سے گندم نہیں لی جارہی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! کسان کا خیال کرنا بڑا لازم ہے لیکن مقابلہ حسن اور مقابلہ موسیقی پر اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا پوائنٹ بڑا relevant ہے آپ ایک سیکنڈ کے لئے تشریف رکھیں۔ ابھی وزیر پارلیمانی امور ایوان میں موجود نہیں ہیں In his absence I would ask the honorable minister

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! چودھری شافع صاحب آ گئے نیں۔

جناب سپیکر: تہاڈا چودھری صاحب نال پیار اے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ ہماری اتنی بات مان لیں کہ چودھری شافع صاحب اس پر جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف تو رکھیں- This is very important point. No member of this House and also the public should be subjugated to some sort of illegal confinement, torture or whatever. جو آپ کہہ رہے ہیں۔ احتجاج آپ کا حق ہے absolutely ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ آپ نے جو پوائنٹ آف آرڈر لیا ہے we will take this مجھے پہلے وقفہ سوالات کرنے دیں due to some proceeding of the House کل کے اجلاس میں رانا شہباز صاحب اور ان کے بعد across the divide حکومتی بنچز اور اپوزیشن بنچز سے بھی ایک بڑی تفصیلی بات جو کم از کم دو گھنٹے چلتی رہی وہ wheat procurement اور کسان پر تھی۔ اس کے بعد آج اس پر ایک Ministerial Committee نے چیف منسٹر صاحبہ کے ساتھ deliberate کیا ہے۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں کہ I should go with the procedure اور ہم پہلے وقفہ سوالات کو لے لیں اس کے بعد آپ کا پوائنٹ آف آرڈر and the outcome of that meeting which they have had today باقی بزنس پر جانے سے پہلے رانا شہباز صاحب پلیز تشریف رکھیں۔ باقی کسی بھی بزنس کو address کرنے سے پہلے مجھے وقفہ سوالات

لینا ہے as you know لہٰذا وقفہ سوالات لینے کے بعد آپ کے اس پوائنٹ آف آرڈر کو address کرتے ہیں اور اس کے بعد گندم کی صورتحال پر بات کرتے ہیں۔ لہٰذا میری درخواست ہو گی کہ پہلے وقفہ سوالات لے لیتے ہیں پھر اگلی بات کرتے ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس وقت وقفہ سوالات سے زیادہ important wheat issue ہے you have the inherent powers.

MR SPEAKER: I have.

جناب آفتاب احمد خان: After that amendment in the Rules of Procedure آپ اسے take up کر سکتے ہیں۔ آپ وقفہ سوالات کو suspend کر لیں اور wheat issue کو priority دیں۔

سوالات

(محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: آپ درست فرما رہے ہیں لیکن in the larger interest ابھی wheat پر ہماری تھوڑی سی deliberation چل رہی ہے سمیع اللہ خان صاحب ایک منٹ تشریف رکھیں۔ By the time we conclude this then the ministers will be in a position to respond you. Lets carry on with the Question Hour then we will take it, اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال جناب سید رفعت محمود کا ہے۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 43 ہے۔ میں چاہوں گا کہ وزیر صاحب سوال کا جواب پڑھ دیں۔

ٹی ایم اے سوہاوہ ضلع جہلم کا24-2023کا بجٹ، گاڑیوں سے متعلقہ ودیگر تفصیلات

***43: سید رفعت محمود:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

الف) ٹی ایم اے سوہاوہ ضلع جہلم کا سال24-2023 کا بجٹ کتنا ہے یہ بجٹ کس کس مد میں فراہم کیا گیا ہے؟

(ب) ان کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں یہ کس کس ماڈل اور کمپنی کی ہیں یہ کس کس مقصد کے لئے ہیں کتنی گاڑیاں ناکارہ ہیں اور کہاں کہاں کھڑی ہیں؟

(ج) کتنی گاڑیاں کس کس ملازم کے استعمال میں ہیں ان کے نام، عہدہ و گریڈ اور گاڑی کا ماڈل مع نمبر بتائیں اس کمیٹی کے مجسٹریٹ کتنے ہیں ان کے نام بتائیں؟

(د) مذکورہ ٹی ایم اے کے پاس کتنے سینٹری ورکرز کام کر رہے ہیں ان کے نام اور یہ کس کس جگہ پر کام کر رہے ہیں کتنی گاڑیاں کوڑا کرکٹ اٹھانے کے لئے ہیں ان کی تفصیل علیٰحدہ علیٰحدہ دی جائے؟

(ہ) ان گاڑیوں کے سال24-2023 کے مرمت اور تیل کے اخراجات بتائیں اس کے لئے کتنے ملازم بھرتی کردہ ہیں ان کے نام بتائیں؟

(و) کتنی گاڑیاں عوام الناس کو صفائی کی افادیت سے آگاہی مہم کے لئے ہیں؟

جناب سپیکر: رفعت صاحب آپ پہلے اپنا سوال نمبر پڑھ دیں۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! میں نے سوال نمبر پڑھ دیا ہے کہ میرا سوال نمبر 43 ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر رہے ہیں؟

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ منسٹر صاحب میرے سوال کا جواب پڑھ دیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب معزز رکن کے سوال کا جواب پڑھ دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! سوال کے جز الف کا جواب ہے کہ میونسپل کمیٹی سوہاوہ ضلع جہلم کا سال 24-2023 کا بجٹ 121 ملین روپے کا ہے اس کی تفصیل Annex الف پر ہے۔ کیا آپ کو اس کی تفصیل بھی بتادوں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب غلط جواب پڑھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب ٹھیک جواب پڑھ رہے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں صحیح جواب پڑھ رہا ہوں-121.507 ملین روپے۔

جناب سپیکر: ذیشان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ سوال کا لکھا ہوا جواب آپ کے سامنے پڑا ہے۔ اس سوال کے جواب میں اگر آپ کو پڑھنے میں کوئی دقت ہے تو میں وزیر صاحب سے کہوں کہ وہ جواب پڑھ دیں۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! منسٹر صاحب جواب پڑھیں۔

جناب سپیکر: Order in the House, please order in the House. جی راناصاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Issue یہ ہے کہ جن فاضل ممبر کا سوال ہے انہوں نے کہا ہے کہ منسٹر صاحب جواب پڑھ دیں لیکن منسٹر صاحب proper جواب نہیں پڑھ رہے بلکہ آگے سے skip کر رہے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب ذیشان رفیق): میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: Order in the House please. جی، منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں دوبارہ جواب پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! جز (الف) کا جواب ہے کہ میونسپل کمیٹی سوہاوہ ضلع جہلم کا سال 2023-24 کا بجٹ 121.507 ملین روپے کا ہے۔اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی ہے۔ اگر کہتے ہیں تو میں وہ بھی پڑھ دیتا ہوں۔

جناب اسد محمود: جناب سپیکر! منسٹر صاحب سے کہیں کہ درست جواب پڑھیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): میں تفصیل پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ایک سیکنڈ تشریف رکھیں۔اعجاز صاحب پلیز ایک سیکنڈ تشریف رکھیں۔ دیکھیں اس طرح کیسے کارروائی چلے گی It will sound like a fish market آپ ذرا بات سمجھیں تو سہی۔ آپ بیک وقت چھ لوگ چیخیں گے تو اس سے کوئی sane آدمی بھی آپ کی بات کو insane سمجھے گا مختصر اتنا ہی ہے۔ آپ ذرا خاموشی اختیار کریں Let the honorable minister اور محرک جن کا سوال ہے ان کو آپس میں interact کرنے دیں۔ آپ تشریف رکھیں unless I give you the floor آپ کا shout کرنا نہیں بنتا Order in the House, minister has the floor آپ انہیں جواب دینے دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! اس کا جو جواب Annexure (الف) پر ہے وہ ایوان کی میز پر موجود ہے۔ اسی طرح میونسپل کمیٹی سوہاوہ ضلع جہلم کے پاس موجود گاڑیوں کی تفصیل Annexure (ب) پر لف کر دی گئی ہے اور وہ بھی ایوان کی میز پر موجود ہے۔

قاضی احمد اکبر: یہ تفصیل کہاں ہے؟

جناب سپیکر: Please allow me to carry on with the proceedings. We are already three hours late. آپ میری گزارش سُنیں۔ یہ جو تتمہ (الف) اور تتمہ (ب) کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے اس کی کاپی محرک کو دیں۔ محرک کے پاس یہ جواب رکھیں۔

(اس مرحلہ پر معزز محرک سید رفعت محمود صاحب کو تتمہ (الف)
اور تتمہ (ب) کی کاپی مہیا کی گئی)

MR SPEAKER: Sir, you have the copies?

سید رفعت محمود: جی، مجھے کاپیاں مل گئی ہیں۔

MR SPEAKER: So, this is what the honorable Minister is saying that you have the copies.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! جواب کے جز(ج) میں بتایا گیا ہے کہ میونسپل کمیٹی سوہاوہ ضلع جہلم کے پاس موجود گاڑیوں و مجسٹریٹ کی تفصیل Annexure (ج) پر لف ہے۔

جناب اسد عباس: جناب سپیکر! یہ Annexure کا لفظ اس جواب میں موجود نہیں ہے تو منسٹر صاحب کہاں سے پڑھ رہے ہیں؟ یہاں پر جو لفظ لکھا ہوا ہے اسے پڑھیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! یہاں جواب میں Annexure کی بجائے "تتمہ" لکھا ہوا ہے۔ اب ٹھیک ہے۔ کیا اب آپ کی تسلی ہو گئی ہے؟

جناب سپیکر: تہاڈا کی خیال اے کہ وزیر صاحب لفظ "Annexure" بول سکدے نیں تے "تتمہ" نئیں بول سکدے؟ منسٹر صاحب تسیں "تتمہ" کہہ دیو

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں نے لفظ "تتمہ" بول دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ہن گزارہ ہو گیا اے۔ چلیں، اگے چلو۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں نے سوچا کہ Annexure بولوں گا تو میرے دوستوں کو سمجھ آجائے گی۔

جناب اسد عباس: جناب سپیکر! آپ نے منسٹر صاحب کو rescue کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: سید رفعت محمود صاحب! اب آپ ضمنی سوال پوچھ لیں۔ منسٹر صاحب نے جواب کے تینوں اجزاء کی تفصیل پڑھ کر بتادی ہے۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! جواب میں بتایا گیا ہے کہ پٹرول اور ڈیزل کی مد میں 65 لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں جبکہ وہاں میونسپل کمیٹی سوہاوہ میں total تین ٹریکٹرز ہیں۔ مجھے سمجھ نہیں آ سکی کہ صرف تین ٹریکٹروں پر ڈیزل کی مد میں 65 لاکھ روپے کا خرچہ ہو گیا ہے۔ میں ان کی اس بات پر بالکل مطمئن نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: سید رفعت محمود صاحب! اگر آپ کے پاس اس حوالے سے کوئی cogent evidence ہے تو اس کو سامنے لائیں۔ آپ یہ کہنا چاہ رہے ہیں کہ تین ٹریکٹرز پر 6 ملین روپے کا fuel صرف نہیں ہو سکتا۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! بالکل تین ٹریکٹروں پر ڈیزل کی مد میں 65 لاکھ روپے خرچ نہیں ہو سکتے۔ میں نے پہلے بھی احتجاج کیا تھا کہ وہاں پر صفائی کا بُرا حال ہے۔ مہربانی کر کے منسٹر صاحب وہاں پر جا کر خود visit کریں۔۔۔

جناب سپیکر: سید رفعت محمود صاحب! میری بات تو سُن لیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

I would request all other honorable members that the seriousness of his question will die down during your cross talk.

میری آپ سے درخواست ہے۔ یہ pertinent بات ہے کہ اگر واقعی ایسی practice ہو رہی ہے تو پھر اس میں ملوث آدمی کو arrest کرنا ضروری ہے۔ اگر وہاں پر تین ٹریکٹرز ہیں اور منسٹر صاحب اس حوالے سے بالکل clear ہیں کیونکہ ان کے اپنے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ وہاں پر تین ٹریکٹرز ہیں اور چھ ملین روپے کے اخراجات ہیں۔

منسٹر صاحب! سید رفعت محمود کا ضمنی سوال یہ ہے کہ میونسپل کمیٹی سوہاوہ کے پاس تین ٹریکٹرز ہیں اور fuel کی مد میں انہوں نے 65 لاکھ روپے خرچ کر دیئے ہیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میونسپل کمیٹی سوہاوہ ضلع جہلم کے پاس تین ٹریکٹرز اور ایک لوڈر رکشہ ہے جو کوڑا کرکٹ اُٹھانے پر مامور ہیں۔ اس جواب کی تفصیل میں سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ اس میونسپل کمیٹی کے پاس total seven گاڑیاں

موجود ہیں اور ان کے اخراجات کے حوالے سے پوری تفصیل درج کی گئی ہے۔ معزز رکن کے پاس اگر کوئی ثبوت ہے کہ وہاں پر funds misuse ہوئے ہیں تو وہ سامنے لائیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کا تو باقاعدہ آڈٹ ہوتا ہو گا۔ آپ پچھلے سال کے اخراجات کی تفصیل دے رہے ہیں اور اگر اس کے آڈٹ پر کوئی para نہیں ہے تو we should carry on

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں نے اس کو ابھی calculate کیا ہے۔ اگر اس رقم کو 365 دنوں پر تقسیم کریں تو یہ -/21,000 روپے per day بنتے ہیں۔ اس میں چھٹیاں بھی آتی ہیں یعنی Saturday and Sunday off ہوتا ہے۔ یہ اخراجات سمجھ سے باہر ہیں۔ دوسرا جواب میں contingency expenditure لکھا ہوا ہے تو یہ contingency expenditure کیا ہیں ذرا بیان کر دیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! سالانہ بجٹ 2023-24 میں گاڑیوں کی مرمت کے لئے contingency expenditure میں 1.50 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ وہاں پر مشینری میں کوئی خرابی ہوتی ہے تو اس کے لئے یہ funds رکھے گئے تھے۔

جناب سپیکر: آج ہمارے پاس ایجنڈے پر سوالات زیادہ ہیں تو I am restricting it. اگر ہم اس کو open چھوڑیں گے تو ہم آگے نہیں چل سکیں گے۔ Today I am restricting it to three questions. آپ کے ضمنی سوال کے بارے میں غالباً معزز وزیر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ government funding ہوتی ہے اور اس کا آڈٹ ہوتا ہے۔ اگر آڈٹ کی طرف سے کوئی اعتراض نہیں ہے اور paras close ہو چکے ہیں تو آپ کا ضمنی سوال بادی النظر میں درست نہیں ہے کیونکہ اگر تین ٹریکٹروں پر ایک ہزار روپے خرچ ہو رہے ہیں تو یہ peanut ہے۔ سو وہ ایک بڑی میونسپل کمیٹی ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جس طرح آج ہو رہا ہے میرے خیال میں تو وزیر صاحب سے جواب لینا ہی نہیں چاہئے۔ آپ خود ہی جواب دے دیا کریں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ بتا دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! اگر رقبہ کے لحاظ سے دیکھیں تو سوہاوہ ایک کافی بڑی تحصیل اور بڑی میونسپل کمیٹی ہے۔ یہ پہاڑوں کی side پر ہے اور وہاں travel time بھی یقیناً زیادہ ہو گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ بڑا ٹھیک جواب آ گیا ہے۔ جی، سید رفعت محمود شاہ صاحب! آپ اس پر مزید کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب اسد عباس: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کی کوئی تیاری نہیں ہے کیونکہ سوہاوہ میں تو کوئی پہاڑ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: وزیر لوکل گورنمنٹ محترم ذیشان رفیق صاحب! معزز ممبر اسد عباس صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ سوہاوہ میں کوئی پہاڑ نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں کہا بلکہ میں نے یہ کہا ہے کہ یہ علاقہ پہاڑوں کے قریب ہے اور اس میونسپل کمیٹی کا رقبہ زیادہ ہے۔

قاضی احمد اکبر: منسٹر صاحب! اگر سوہاوہ میونسپل کمیٹی کا رقبہ بتا دیں تو ہم ان کی بات مان لیں گے۔

جناب سپیکر: معزز ممبران! میری بات سُنیں۔ آپ کی anxiety and excitement میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ معزز محرک ضمنی سوال کرنے کے لئے کھڑے ہیں۔

There are certain members, first ask permission to ask a supplementary question.

آپ cross talk کر رہے ہیں اور یہ practice میں allow نہیں کروں گا۔ اگر آپ میری بات نہیں سُنیں گے تو تین چار منٹ کے بعد میں تھوڑا اونچی آواز میں بات کروں گا۔ جب میری آواز اونچی ہو گی تو پھر آپ مجھ پر غصہ کریں گے۔ یہ طریق کار مناسب نہیں ہے لہٰذا مہربانی کر کے ایسا نہ کریں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ بتا دیں کہ سوہاوہ میں پہاڑ کہاں ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ میونسپل کمیٹی سوہاوہ پہاڑوں کے قریب ہے۔ میں بھی سوہاوہ گیا ہوں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! یہ بتادیں کہ سوہاوہ میں پہاڑ کہاں ہیں؟

جناب سپیکر: Sir, do you have to speak for all the times? میرے خیال میں یہ fresh question بنتا ہے۔ اس وقت منسٹر صاحب کے پاس یہ تفصیلات نہیں ہوں گی کیونکہ اصل سوال میں یہ سب کچھ نہیں پوچھا گیا۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! یہ زیادتی ہے۔ آپ نے منسٹر صاحب کو rescue کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، ایک سیکنڈ ٹھہریں۔ سید ذوالفقار علی شاہ صاحب شاید ضمنی سوال پوچھنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ سید رفعت محمود صاحب! میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ تشریف رکھیں۔ سید ذوالفقار علی شاہ صاحب! میں آپ کو ضمنی سوال کرنے کے لئے فلور دیتا ہوں۔

جناب ذوالفقار علی شاہ: جناب سپیکر! چونکہ یہ معاملہ لفظ "تتمہ" سے no seriousness کی طرف چلا گیا ہے۔ میں نے بطور تحصیل ناظم چنیوٹ دس سال کام کیا ہے اور میرا اس حوالے سے experience ہے۔ میونسپل کمیٹیوں میں ڈیزل کی مد میں ہونے والے اخراجات میں بہت زیادہ خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ یہ ایک بڑا serious issue ہے۔ یہ بڑا سنجیدہ کام ہے اور اس practice کو ختم کرنا چاہئے۔ اس کے لئے میں یہ تجویز کروں گا کہ میونسپل کمیٹیوں میں POL کی خریداری through a credit card or debit card کرنی شروع کریں تاکہ معلوم ہو سکے کہ کس وقت اور کتنا fuel خریدا گیا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر لوکل گورنمنٹ جناب ذیشان رفیق! سید ذوالفقار علی شاہ نے بڑی اچھی تجویز دی ہے۔ یہ درست ہے کہ through a supplementary question تقریر کرنا یا suggestions دینا مناسب نہیں ہوتا لیکن سید ذوالفقار علی شاہ نے ایک بڑی اچھی تجویز دی ہے۔ یہ ایک concern ہے کہ ٹاؤن کمیٹیوں اور میونسپل کمیٹیوں میں misuse of funds کی روک تھام ضروری ہے۔ As an effective government اس misuse of funds کو آپ نے روکنا ہے۔ اگر آپ کارڈز کے ذریعے

fuel کی خریداری کر سکتے ہیں تو پھر اس مسئلے کا حل نکل سکتا ہے۔ Now, we move to the next question. اگلا سوال بھی سید رفعت محمود کا ہے۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 45 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹی ایم اے دینہ ضلع جہلم کا 24-2023 کا بجٹ، گاڑیوں سے متعلقہ و دیگر تفصیلات

45*: سید رفعت محمود: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹی ایم اے دینہ ضلع جہلم کا سال 24-2023 کا بجٹ کتنا ہے یہ بجٹ کس کس مد میں فراہم کیا گیا ہے؟

(ب) ان کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں یہ کس کس ماڈل اور کمپنی کی ہیں یہ کس کس مقصد کے لئے ہیں کتنی گاڑیاں ناکارہ ہیں اور کہاں کہاں کھڑی ہیں؟

(ج) کتنی گاڑیاں کس کس ملازم کے استعمال میں ہیں ان کے نام، عہدہ و گریڈ اور گاڑی کا ماڈل مع نمبر بتائیں اس کمیٹی کے مجسٹریٹ کتنے ہیں ان کے نام بتائیں؟

(د) مذکورہ ٹی ایم اے کے پاس کتنے سینٹری ورکرز کام کر رہے ہیں ان کے نام اور یہ کس کس جگہ پر کام کر رہے ہیں کتنی گاڑیاں کوڑا کرکٹ اٹھانے کے لئے ہیں ان کی تفصیل علیحٰدہ علیحٰدہ دی جائے؟

(ہ) ان گاڑیوں کے سال 24-2023 کے اخراجات مرمت اور تیل کے بتائیں ان کے لئے کتنے ملازم بھرتی کردہ ہیں ان کے نام بتائیں؟

(و) کتنی گاڑیاں عوام الناس کو صفائی کی افادیت سے آگاہی مہم کے لئے ہیں۔

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! وزیر موصوف میرے سوال کا جواب ایوان میں پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف! آپ ایوان میں اس سوال کا جواب پڑھ دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق):

(الف) میونسل کمیٹی دینہ ضلع جہلم کا سال 24-2023 کا بجٹ 400.00 ملین روپے کا ہے۔ تفصیل تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) میونسپل کمیٹی دینہ ضلع جہلم کے پاس موجود گاڑیوں کی تفصیل تتمہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) میونسپل کمیٹی دینہ ضلع جہلم کے پاس موجود گاڑیوں وملازمین کی تفصیل تتمہ "ج" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) میونسپل کمیٹی دینہ ضلع جہلم کے پاس اس وقت 1 ملازم مستقل اور 19 ملازمین ورک چارج پر کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل تتمہ "د" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) سالانہ بجٹ 24-2023 میں گاڑیوں کی مرمت کے لئے Contingency expenditure میں (4.50 ملین) اور (18.00 ملین) تیل کے اخراجات کی مد میں رکھے گئے ہیں مزید برآں یہ کہ اس امر کے لئے 2 عدد ورک چارج ڈرائیور موجود ہیں۔

(و) عوام الناس کو صفائی کی افادیت سے آگاہی کے لئے وقتاً فوقتاً اشتہارات کی تشہیر کی جاتی ہے اور متعدد بار سیمینار بھی منعقد کئے جا چکے ہیں۔ البتہ عوام الناس کو صفائی کی افادیت سے آگاہی مہم کے لئے میونسپل کمیٹی دینہ ضلع جہلم نے دو عدد رکشہ مع لاؤڈ سپیکر کرایہ پر حاصل کر رکھے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

سید رفعت محمود: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جز "د" کے جواب میں بتایا ہے کہ ایک مستقل ملازم ہے اور 19 ملازم work charge ہیں۔ یہ 19 ملازم موقع پر کام نہیں کر رہے وہ افسران کے گھروں میں کام کر رہے ہیں اور شہر کا بُرا ترین حال ہے۔ دینہ شہر میں جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ وزیر صاحب! معزز ممبر کہہ رہے ہیں کہ صفائی کا بہت بُرا حال ہے آپ work charge پر بھی لوگ لے رہے ہیں لیکن پھر بھی دینہ شہر کا کوئی

پُرسانِ حال نہیں ہے وہاں پر گندگی، غلاظت اور open heats کے انبار ہیں تو آپ براہ مہربانی اس کا جواب دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! اگر معزز رُکن چاہتے ہیں کہ میں وہاں پر visit کروں تو میں date طے کرتا ہوں وہاں پر ان کے ساتھ جا کر ان کے مسائل حل کریں گے۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف آپ کے ساتھ promise کر رہے ہیں کہ یہ وہاں پر دَورہ رکھ لیتے ہیں جس سے صفائی کچھ بہتر ہو جائے گی۔ جناب شہباز احمد!

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں جو مسئلہ discuss ہوا ہے پورے پنجاب کا یہی مسئلہ ہے۔ ہر جگہ پر جتنے لوگ work charge پر بھرتی ہوئے ہیں یہ افسران کے گھروں میں کام کر رہے ہیں یا کسی اور کے گھروں میں کام کر رہے ہیں اور کہیں بھی صفائی کا نظام نہیں ہے۔ گاڑیوں کے تیل کی جو بات ہو رہی ہے تو یہ ضلع کونسلیں اور میونسپل کمیٹیاں چونکہ DC and AC کے under کام کر رہی ہیں تو اُن کی گاڑیوں میں یہ تیل استعمال ہو رہا ہے جب کہ ٹریکٹروں کے تو ڈرائیور ہی نہیں ہیں۔ اس جواب کو دیکھیں کہ یہاں پر ایک ڈرائیور بھی نہیں ہے تو یہ پھر یہ تیل کہاں پر جاتا ہے؟

جناب سپیکر: I am discouraging the practice of making a statement. میں ضمنی سوال کو ضمنی رکھنا چاہتا ہوں اور رانا شہباز احمد صاحب نے ضمنی سوال یہ اُٹھایا ہے کہ آپ کے دیئے گئے جواب پر اُن کا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر آپ صفائی کے لئے work charge ملازم رکھ رہے ہیں تو وہ صفائی میں بہتری نہیں کر رہے۔ دوسرا انہوں نے کہا ہے کہ ٹاؤن کمیٹیوں کی مختلف مدات میں پیسے جا رہے ہیں لیکن موقع پر کوئی effective cleanliness نظر نہیں آ رہی اور اُن کا کہنا ہے کہ یہ صرف دینہ کی بات نہیں ہے بلکہ پورے پنجاب کی یہ صورت حال ہے۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے جو بات کی ہے یہ درست ہے اور یہ مسئلہ آج کا نہیں ہے بلکہ یہ کئی دہائیوں کا مسئلہ ہے اس سے پہلے بھی حکومتیں آتی رہیں لیکن اس کے اوپر توجہ نہیں دی گئی۔ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: Order in the House sir. It's quite a serious matter to be sorted out.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! اگر آپ پچھلے پانچ سالوں کا بھی ریکارڈ اُٹھالیں گے تو آپ کو یہی چیزیں نظر آئیں گی۔ یہ حکومت اس دفعہ کچھ ایسی چیزیں کرنے جارہی ہے اور ہماری حکومت کو آئے ہوئے ابھی ڈیڑھ دو ماہ ہوئے ہیں تو اس مختصر وقت میں ہم ایک ایسے plan پر کام کر رہے ہیں جس میں ہم نہ صرف شہروں کو بلکہ دیہاتوں کو بھی ایک اچھانظام دیں اور اس پر already کام جاری ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارے پاس جتنے مستقل ملازم یا work charge ملازم موجود ہیں وہ آبادی کے لحاظ سے بہت کم ہیں۔ میں آپ کو چھوٹی سی مثال دے دیتاہوں اس وقت پنجاب میں 57 ہزار 5 سو ٹن روزانہ کُوڑا پیدا ہوتا ہے اور پنجاب کے پاس Waste Management Companies and Local Government کی صورت میں کُوڑا اُٹھانے کی جو capacity موجود ہے وہ صرف 18 ہزار ٹن کی ہے یعنی 39 ہزار ٹن کُوڑا روزانہ کی بنیاد پر بڑھ رہا ہے تو ہم ان شاءاللہ تعالیٰ بہت جلد اُس کا ایک حل کرنے جارہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ عوام الناس کو صفائی کی افادیت اور آگاہی کے لئے وقتاً فوقتاً اشتہار کی تشہیر کی جاتی ہے اور متعدد سیمینار بھی منعقد کئے جاتے ہیں۔ وزیر موصوف یہاں پر کسی ایک سیمینار کا بتادیں جو اس کے لئے منعقد ہوا ہے اُس کی وضاحت بھی فرمادیں اور اُس کا proof بھی دے دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! یہ fresh question بنتا ہے کیونکہ اس سوال میں اس سے متعلقہ کوئی تفصیل نہیں مانگی گئی لیکن اگر معزز ممبر چاہتے ہیں تو ہم اس کی تفصیل share کر دیں گے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب! آپ نے ایک بڑی alarming بات کی ہے کہ پنجاب میں 57 ہزار ٹن daily solid waste produce ہو رہی ہے اور آپ کے پاس اس solid waste کو left کرنے کی capacity اٹھارہ ہزار ٹن کی ہے تو This is very worrying and this is alarming. میرے خیال میں یہ تو ایک emergency کی situation ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! آپ بالکل ٹھیک فرما رہے ہیں آپ کو معلوم ہو گا کہ اس حکومت کے بنتے ہی وزیر اعلیٰ پنجاب نے "ستھرا پنجاب" کی مہم کا آغاز کیا تھا جس میں ہم نے one time cleaning ensure کی جو پورے صوبہ پنجاب میں ہوئی کیونکہ اس سے پہلے کوئی نظام موجود نہیں ہے، ہمارے پاس capacity موجود نہیں ہے لیکن اب اس کے اوپر دن رات کام ہو رہا ہے۔ پچھلے پانچ سال میں بھی اس کے اوپر کسی نے توجہ نہیں دی اب وزیر اعلیٰ صاحبہ اس کے اوپر توجہ دے رہی ہیں اور اب ہم آپ کو ان شاءاللہ تعالیٰ ایک نظام بنا کر دیں گے۔ ہم اس کو house hold اور آبادی کو base کر کے ایک یکساں نظام بنائیں گے جو دیہاتوں اور شہروں میں Solid Waste Management کو بہتر کرے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ. Sir, I think it addresses the problem. جی، رائے صاحب!

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! میرے حلقہ میں ٹاؤن کمیٹی ملکو آنہ ہے۔ آپ یقین کریں کہ 70 ہزار کی آبادی ہے وہاں صفائی کے لئے ایک بھی ملازم نہیں ہے اور نہ ہی وہاں پر سیوریج کا کوئی سسٹم ہے۔ وہاں ٹریکٹر لوڈر کوئی چیز نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ کون سی ٹاؤن کمیٹی ہے؟

جناب احسن رضا: یہ ٹاؤن کمیٹی ملکو آنہ ہے۔

جناب سپیکر: وزیر لوکل گورنمنٹ! معزز ممبر کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا لیکن آپ ان سے مل کر اس معاملہ کو دیکھ لیں۔ اگلا سوال جناب حسن علی کا ہے۔ جی، حسن صاحب!

جناب حسن علی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 50 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ سٹی سے چک خضر سڑک کو پختہ کرنے سے متعلقہ تفصیلات

***50: جناب حسن علی:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک خضر پی پی 65 گوجرانوالہ تحصیل سٹی گوجرانوالہ جو ڈی سی آفس سے پانچ منٹ کے فاصلہ پر ہے اس چک کو جانے والی سڑک جو نہر کے کنارے پر واقع ہے وہ اس دور میں بھی کچی ہے؟

(ب) اس چک کو پختہ سڑک کی سہولت میسر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس چک کو جانے والی سڑک پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق):

(الف) چک حضر جو ڈی سی آفس سے تقریباً 10 کلو میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اور اس کو جانے والا راستہ نہر اپر چناب کراس کر کے ساتھ ساتھ واقع ہے۔ اس سڑک کا کچھ حصہ کارپٹ روڈ ہے اور زیادہ تر حصہ کچا ہے۔

(ب) گزشتہ تقریباً ایک سال سے ڈویلپمنٹ پر گورنمنٹ کی جانب سے عائد پابندی کی بناء پر تعمیر نہ ہو سکا ہے۔

(ج) متذکرہ بالا سڑک رتہ جھال تا چک خضر کی کل لمبائی تقریباً 2.90 کلو میٹر بنتی ہے۔ 2.25 کلو میٹر کچا راستہ ہے جبکہ 0.65 کلو میٹر پختہ راستہ ہے جس کا تخمینہ لاگت مبلغ -/5,95,45,300 ہے جو آئندہ مالی سال 25-2024 کی ADP میں شامل کرنے کی تجویز ہے۔

جناب سپیکر: جی، حسن علی صاحب! ضمنی سوال کریں۔

جناب حسن علی: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ جز(الف) کے جواب میں فاصلہ 10 کلومیٹر لکھا ہے Its less than 4-kilometers and it's the periphery of Deputy Commissioner's office. اس کے بعد انہوں نے لکھا ہے کہ اس کو جانے والا راستہ نہر اپر چناب cross کر کے واقع ہے۔ یہ وہ گاؤں ہے جس کے لئے آج تک کوئی پُل بنایا ہی نہیں گیا۔ یہ ایک بنیادی چیز ہے۔ یہ کسی اور گاؤں کے پُل کو استعمال کر کے ادھر آتے ہیں۔ اس کا آخر میں کچھ حصہ کچا ہے اس پر carpet نہیں ہے بلکہ روڈ بنی ہی نہیں۔ جواب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ گزشتہ تقریباً ایک سال سے ڈویلپمنٹ پر گورنمنٹ کی جانب سے عائد پابندی کی بناء پر تعمیر نہ ہو سکی ہے۔ میں تو دیکھ رہا ہوں کہ گوجرانوالہ میں موٹروے بن گئی ہے والٹن کے پُل بن گئے ہیں اور سارے under passes بن گئے ہیں تو یہ particular ایک گاؤں کی ہی کیوں پابندی لگی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں نے بھی گوجرانوالہ کا DC office دیکھا ہوا ہے۔ یہ شہر کے اندر واقع ہے جبکہ نہر اپر چناب شہر کی boundary پر ہے۔ میں نے یہ راستے خود بھی دیکھے ہوئے ہیں۔ میرے آنے جانے کا راستہ یہی ہے۔ یہ تقریباً 10 کلومیٹر ہی بنتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ نگران حکومت تھی اور تمام ڈویلپمنٹ کے کاموں پر پابندی تھی۔ اگر کسی منصوبے پر کام کیا گیا ہے تو وہ الیکشن کمیشن کی اجازت سے کیا ہو گا۔

جناب حسن علی: جناب سپیکر! یہ میرا حلقہ ہے۔ یہاں گوجرانوالہ سے اور ممبران بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ فاصلہ 5 کلومیٹر سے زیادہ ہوا تو میں سب کے سامنے کہہ رہا ہوں کہ جو جرمانہ ہو گا وہ میں دوں گا۔ وزیر صاحب کو واقعی اس چیز کا نہیں پتا۔

جناب سپیکر: جناب حسن صاحب! جرمانہ نہیں ہوتا۔

جناب حسن علی: جناب سپیکر! غلط بیانی ہو رہی ہے۔ میرا حلقہ ہے میں اپنے حلقہ کے بارے میں زیادہ بہتر جانتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کہہ رہے ہیں کہ 5یا6 کلو میٹر ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ 10 کلو میٹر ہے۔ ہم نے فیتا پکڑ کے ماپا تو نہیں۔ آپ اس پرsignificant point پر آئیں کہ یہ روڈ کچی ہے اور یہ دو بڑے اضلاع کو آپس میں ملاتی ہے۔ وزیر صاحب! آپ اس میں تاریخ دیں کہ یہ روڈ کب تک مکمل ہو گی؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! اس میں لکھا گیا ہے کہ 2.9 کلو میٹر روڈ تھی اس میں سے 65. کلو میٹر روڈ بنی ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ منسٹر C&W جو آپ کے ساتھ تشریف فرما ہیں، ان کو چِٹ دیں اور ان سے پوچھیں کہ یہ سڑک ان کے development plan میں ہے۔ اگر نہیں ہے تو اس کوconclude کرائیں اور ممبر کوensure کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں نے یہ درج کیا ہے کہ یہ تجویز ان کی طرف سے آئی ہے جب ADP بنے گا تو اس میں ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو شامل کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جناب حسن علی صاحب!It will be addressed آپ کا کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد اسماعیل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب محمد اسماعیل صاحب!

جناب محمد اسماعیل: جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ کے حوالے سے سوالات چل رہے ہیں تو لوکل گورنمنٹ ایک ایسا ادارہ ہے۔ میں پہلے کونسلر منتخب ہوا تھا اس لئے مجھے معلوم ہے کہ اگر یہی ادارہ ایمانداری سے پورے پنجاب میں کام کرے تو بہت بہتری آ جائے گی۔

جناب سپیکر: جناب اسماعیل صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے۔

جناب محمد اسماعیل: جناب سپیکر! میں ادارے کے بارے میں بات کر رہا ہوں کہ آپ نے جتنے CEO's بٹھائے ہیں وہ بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے وزیر لوکل

گورنمنٹ اس پر ضرور غور کریں اور محنت کریں۔ اس کے بعد آپ کی بات پوری ہو گی۔ آپ میرے شہر فیصل آباد میں جائیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ صفائی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جناب محمد اسماعیل! آپ تشریف رکھیں۔ وقفہ سوالات میں ضمنی سوال پر آپ تقریر نہیں کر سکتے اور نہ ہی کوئی statement دے سکتے ہیں نہیں تو سوال اور ضمنی سوال کی افادیت ختم ہو جاتی ہے۔ یہاں جو سوال کا جواب آتا ہے تو اس کے اندر سے ضمنی سوال نکالیں تو بہتر ہے۔ اگر آپ ضمنی سوال پر تقریر کریں گے تو پھر ضمنی سوال کا مقصد ختم ہو جائے گا۔

اب ہم اگلا سوال لیتے ہیں۔ جی، حسن علی صاحب!

جناب حسن علی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 53 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ حلقہ پی پی۔65 کے گاؤں بھٹی بھنگواں میں سیوریج سسٹم ناکارہ ہونے سے متعلقہ تفصیلات

***53: جناب حسن علی :** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھٹی بھنگوں پی پی۔ 65 گوجرانوالہ میں آخری مرتبہ 2002 میں سیوریج سسٹم اپ گریڈ کیا گیا تھا آبادی کے بڑھ جانے کی وجہ سے اس گاؤں کا سیوریج سسٹم ناکام ہو چکا ہے کیونکہ سیوریج کے پائپ چھوٹے ہیں اور بہت پرانے اور ناکارہ ہو چکے ہیں گٹروں میں سیوریج کا پانی جگہ جگہ سے اوور فلو کر رہا ہے اور گاؤں کے ہر محلہ اور سڑک / چوک میں گندا پانی کھڑا ہے جس کی وجہ سے موذی امراض پھیل رہی ہیں مچھر و دیگر موذی جانور وغیرہ پیدا ہو رہے ہیں؟

(ب) کیا حکومت اس گاؤں کے سیوریج سسٹم کو بہتر بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اس کے لئے تالاب بھی ختم ہو گیا ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق):

(الف) یہ درست ہے کہ بھٹی بھنگوں میں سال 2002 میں ہی سیوریج سسٹم اپ گریڈ کیا گیا تھا۔ ڈسٹرکٹ کونسل گوجرانوالہ نے 24-2023 میں سیوریج اور صفائی کے لئے 30 لاکھ کا ٹینڈر لگایا تھا جو ابھی جاری ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ کونسل گوجرانوالہ نے ڈسپوزل سٹیشن کو اپ گریڈ / ورکنگ کپیسٹی بڑھانے کے لئے 9.650 ملین کا تخمینہ تیار کیا ہے۔ فنڈز کی دستیابی پر اس کو اپ گریڈ کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، حسن صاحب! آپ ضمنی سوال کریں۔

جناب حسن علی: جناب سپیکر! جز (الف) میں جواب دیا گیا ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل گوجرانوالہ نے 24-2023 میں سیوریج اور صفائی کے لئے 30 لاکھ کا ٹینڈر لگایا تھا جو ابھی جاری ہے۔ یہ بڑی عجیب سی بات ہے صفائی کا معاملہ ہے وہاں لوگوں کے جنازے نہیں ہو سکتے، شادیاں نہیں ہو رہیں کیونکہ ادھر گزر گاہ نہیں ہے۔ یہ کیسا 30 لاکھ کا ٹینڈر ہے کہ جو اب تک جاری و ساری ہے۔ وزیر صاحب بتا دیں کہ یہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ 30 لاکھ کا ٹینڈر لگا تھا۔ اس پر کام جاری ہے۔ میں ensure کراتا ہوں کہ ان شاءاللہ تعالیٰ اس کو بہت جلد within weeks مکمل کریں گے تاکہ dissenting ہو جائے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ یقین دہانی کرا رہے ہیں کہ within weeks ہو جائے گا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 65 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور جی ٹی روڈ مناواں باغ والی پلی سے سوئی گیس روڈ بنانے سے متعلقہ تفصیلات

65*: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جی ٹی روڈ مناواں باغ والی پلی سے لے کر سوئی گیس روڈ مومن پورہ روڈ لاہور تک سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) سوئی گیس روڈ پر جگہ جگہ کھڈے پڑے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے گاڑی تو کیا پیدل گزرنا بھی مشکل ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت باغ والی پلی سے لے کر مومن پورہ روڈ تک سڑک بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق):

(الف) یہ درست ہے کہ جی ٹی روڈ مناواں باغ والی پُلی سے لے کر سوئی گیس روڈ مومن پورہ روڈ تک سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سوئی گیس روڈ پر جگہ جگہ گڑھے پڑے ہوئے ہیں۔

(ج) مذکورہ سڑک کی تعمیر 1.75 km کے لئے دفتر ہذا کی جانب سے تخمینہ لاگت مبلغ (Million)71.823 تیار کر دیا گیا ہے۔ فنڈز کی دستیابی کے بعد MCL سڑک کی جلد سے جلد تعمیر کر دے گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! ضمنی سوال کریں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں معزز وزیر صاحب کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میرے سوال کے بعد اس روڈ کے لئے فنڈز جاری کر دیئے۔ اس کے جز (ج) کے حوالے سے چھوٹا سا ضمنی سوال ہے کہ فنڈز کی دستیابی کب تک کر دی جائے گی اور یہ روڈ کب تعمیر ہو جائے گی؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! یہ روڈ ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی۔ اس میں بد قسمتی یہ رہی کہ پچھلے کافی عرصہ سے اس روڈ کی repair and maintenance نہیں کی گئی تھی۔ اب خصوصی طور پر لاہور کے حوالے سے وزیر اعلیٰ پنجاب نے Lahore Revamp Program دیا ہے۔ اس کی completion کے لئے انہوں نے 31۔ جولائی کی deadline دی ہے۔ اس دورانیہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ مکمل ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر: محترمہ! کیا آپ جواب سے مطمئن ہیں؟

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جی، میں مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ عظمیٰ کاردار کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 67 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چک نمبر 127 گ ب جڑانوالہ کی گلی نمبر 2 کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

***67: محترمہ عظمیٰ کاردار:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) جڑانوالہ (فیصل آباد) میونسپل کمیٹی کو ورلڈ بنک یا دیگر عالمی اداروں کی طرف سے سال 22-2021، 23-2022 اور 24-2023 میں کتنی رقم کس کس مقصد کے لئے فراہم کی گئی۔

(ب) اس رقم سے جو کام کروائے گئے ہیں ان کے نام مع تخمینہ لاگت سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) اس رقم سے جو سڑکیں بنائی گئی ہیں ان کے نام تخمینہ لاگت اور جن افسران کی زیر نگرانی کام ہوا ہے ان کی مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(د) چک نمبر 127 گ ب جڑانوالہ کی گلی نمبر 2 پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے اس گلی کی اب حالت کیسی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق):

(الف) میونسپل کمیٹی جڑانوالہ کے زیر انتظام عالمی بنک کے تعاون سے پنجاب سیٹیز پروگرام جاری ہے۔ جس کے تحت سال 22-2021، 23-2022 اور 24-2023 میں میونسپل کمیٹی جڑانوالہ کو فراہم کی گئی رقم / فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال 22-2021 گرانٹ ورلڈ بنک 623.763 Million روپے

سال 23-2022 گرانٹ ورلڈ بنک 183.029 Million روپے

سال 24-2023 گرانٹ ورلڈ بنک 765.927 Million روپے

ورلڈ بنک کے علاوہ کسی عالمی ادارہ کی طرف سے میونسپل کمیٹی جڑانوالہ کو کوئی رقم فراہم نہ کی گئی ہے۔

(ب) F.Y 2021-22

فیز 1: بحالی میونسپل سروسز انفراسٹرکچر جڑانوالہ تخمینہ لاگت 108.274 ملین روپے

فیز 2: فراہمی مشینری و آلات برائے امپرومنٹ تخمینہ لاگت 228.450 ملین روپے سالڈ ویسٹ مینجمنٹ سٹی جڑانوالہ

F.Y 2022-23

فیز 2: امپرومنٹ و بحالی روڈز اور چوک تخمینہ لاگت 295.27 ملین روپے سٹی جڑانوالہ

F.Y 2022-23

فیز 2: تعمیر وہیکل پارکنگ ایریا سٹی جڑانوالہ تخمینہ لاگت 25.938 ملین روپے

F.Y 2023-24

فیز 3: امپرومنٹ آف سیوریج سسٹم جڑانوالہ تخمینہ لاگت 2484.700 ملین روپے اور تعمیر ویسٹ واٹر ٹریٹمنٹ پلانٹ (WWTP)

(ج) ورلڈ بنک کی فراہم کردہ رقم سے پنجاب سیٹیز پروگرام فیز 2 میں "امپرومنٹ و بحالی روڈز اور چوک سٹی جڑانوالہ" سکیم کے تحت مندرجہ ذیل افسران و محکمہ جات کی زیر نگرانی تعمیراتی کام کو پایہ تکمیل پہنچایا جاتا ہے۔

PMDFC -1

Private Consultant hired by PMDFC -2

09-11-2019 to 23-10-2021-3

چیف آفیسر (عارف وڑائچ)

میونسپل آفیسر آئی اینڈ ایس (فہیم شہزاد)۔

23-10-2021 to 08-10-2023 -4

چیف آفیسر (میاں اشفاق علی)

میونسپل آفیسر آئی اینڈ ایس (مصدق گجر)

میونسپل آفیسر آئی اینڈ ایس (صدام حسین)۔

08-10-2023 to till dated -5

چیف آفیسر (سید یاسر علی)

میونسپل آفیسر آئی اینڈ ایس (صدام حسین)۔

نام سکیمز ہائے

1- چک نمبر 127 گ ب مین روڈ تخمینہ لاگت 22.17 ملین روپے

2-واٹر ورکس روڈ تخمینہ لاگت 41.91 ملین

3- چک نمبر 127 گ ب تخمینہ لاگت 28.27 ملین روپے

4- محمد علی پارک تخمینہ لاگت 6.59 ملین روپے

5-لاہور روڈ تخمینہ لاگت 41.56 ملین روپے

6-رشید پارک روڈ تخمینہ لاگت 5.27 ملین روپے

7-مین روڈ چک نمبر 128 گ ب تخمینہ لاگت 22.30 ملین روپے

8-چوکس، ڈرینج، الیکٹرک ورک، ہیلتھ سیفٹی، گورنمنٹ ٹیکسز اور Contingency وغیرہ تخمینہ لاگت 130.20 ملین روپے

(د) میونسپل کمیٹی جڑانوالہ کی طرف سے چک نمبر 127 گ ب گلی نمبر 2 تا حال تعمیر نہ کروائی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! ضمنی سوال کریں۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! بہت تفصیل سے جواب دیا گیا ہے کہ ورلڈ بنک سے جو loan آیا تھا وہ کس طرح سے جڑانوالہ میں استعمال ہوا ہے۔ میرا ضمنی سوال جز (ج) سے متعلقہ ہے۔ اگر آپ نمبر 3 پر سکیموں کے حوالے سے دیکھیں تو لکھا ہوا ہے کہ چک نمبر 127 گ ب تخمینہ لاگت 28.27 ملین روپے ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ مذکورہ چک میں گلی نمبر 2 جس کے متعلق میں نے سوال کیا ہے۔ وہاں گلی نمبر 1 کا سیوریج بھی مکمل ہو گیا ہے اس کی سڑک بھی مکمل ہو گئی ہے لیکن گلی نمبر 2 میں ابھی تک کوئی کام نہیں کیا گیا۔ ان کا سیوریج بھی نہیں بنا، لوگوں کے گھر برباد ہو چکے ہیں کیونکہ وہ گلی تین فٹ نیچے جا چکی ہے۔ اس سے آگے پیچھے کی تمام سڑکیں بن گئی ہیں صرف گلی نمبر 2 نہیں بنی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر لوکل گورنمنٹ!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق):

جناب سپیکر! 2018 میں میاں محمد شہباز شریف صاحب کی کاوش سے ورلڈ بنک کے تعاون سے یہ پروگرام PCP کے نام سے آیا جو PMGFC نے شروع کیا تھا یہ پنجاب کے 16 شہروں میں شروع ہوا تھا۔ وہ پروگرام within 3 years مکمل ہونا تھا لیکن حکومت تبدیل ہو جانے کی وجہ سے وہ مکمل نہیں ہو سکا اس پر کام نہیں کیا گیا لیکن پچھلے ایک سال سے پھر ان سکیمز پر کام شروع ہو گیا ہے اس کا باقاعدہ PC-1 بنتا ہے اس پر جو گلیاں اور سڑکیں take up کی جاتی ہیں وہ PMDFC Board ہے ان کے پاس جاتی ہیں وہاں World Bank کی بھی نمائندگی ہوتی ہے اس کے تحت اس کو final کیا جاتا ہے اس میں اگر کوئی گلی رہ بھی گئی ہے تو اس کو take up نہیں کی گیا ہو گا میں اپنی معزز ممبر سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر کوئی new phase آ رہا ہے تو اس میں اس گلی کو شامل کر لیتے ہیں اس کو takeup کر لیتے ہیں

جناب سپیکر: اس میں آپ ہاؤس کو یہ بتا رہے ہیں کہ آپ کے پاس جو PMDFC World Bank کے funds تھے وہ سکیم مکمل ہو گئی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! یہ سکیم مارچ 2025 میں مکمل ہونی ہے یہ پورے پنجاب کے 16 شہروں میں مکمل ہونی ہے کیونکہ ان کا PC-1 بن چکا ہے تو اس کے مطابق ہی کام ہونا ہے۔ اس PC-1 میں یہ گلی شامل نہیں کی گئی تھی۔ اب اگلا جو phase آئے گا اس میں ہم اس گلی کو شامل کر لیں گے۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو میری معلومات ہے یہ گلی نمبر 2 اس کا بھی بجٹ approve ہو چکا تھا اور اس کا PC-1 بن گیا تھا تو اگر PC-1 بن گیا تھا تو اس کے باوجود یہاں پر کام کیوں نہیں ہوا جب کہ اس کے ساتھ والی گلی کا سارا کام مکمل ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: This seriously amounts to the repetition آپ اس کو چیک کروا لیں what is the case in this محترمہ آپ کو منسٹر صاحب بتا دیتے ہیں۔ جی، اکرم صاحب آپ کوئی ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

محمد اکرم چودھری: جناب سپیکر! جی، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو World Bank کی grant آئی ہے جس میں sewerage کا کام شروع ہونا ہے لیکن وہاں پر سڑکیں بن چکی ہیں کیا منسٹر صاحب یہ ensure کریں گے کہ جو سڑکیں اور گلیاں بن چکی ہیں ان کو disturb نہیں کریں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جب یہ پروگرام لیا گیا تھا تو پورے شہر کی master planning کی گئی تھی اگر جو سڑک بن چکی ہے تو وہاں پر sewerage کی ضرورت نہیں ہو گی اس لئے وہاں پر سڑک بنائی گئی ہو گی کیوں کہ پورے شہر کے حوالے سے یہ master planning کی گئی تھی اور ہر شہر میں اسی system پر کام کیا گیا ہے۔ ویسے بھی sewerage کے حوالے سے اس سکیم کی requirement یہ تھی کہ water treatment plant ہونا ضروری ہے بہت سارے شہروں میں sewerage نہیں ڈالے گئے اس وجہ سے وہاں پر drainage کا استعمال کیا گیا ہے۔

محمد اکرم چودھری: جناب سپیکر! پہلے بھی یہ ہی practice رہی ہے جو گلیاں اور سڑکیں پہلے develop ہو گئی تھی وہاں پر انہوں نے دوبارہ sewerage کا کام کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ جو سڑکیں اور گلیاں بن چکی ہیں وہاں پر ان کو sewerage کا پہلے سے انتظام کرنا چاہئے تھا ان کو پتا تھا کہ World Bank کی grant آچکی ہے۔

جناب سپیکر: جی آپ تشریف رکھیں یہ بہت ہی legitimate concern ہے کہ بنی ہوئی سڑکیں اگر آپ sewerage کے لئے اکھاڑیں گے اور آپ کا C&W کے ساتھ کوئی arrangement بھی نہیں ہو گا تو جو بنایا infrastructure ٹوٹے گا اس پر وہ assurance مانگ رہے ہیں کہ اس کی کیا صورت ہو گی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں ان کو ensure کرتا ہوں کہ یہ master planning کے تحت ہوا ہے اور اس سکیم میں کوئی ایسی جگہ موجود نہیں ہو گی جس میں پہلے سڑک بنائی گئی اور بعد میں sewerage پڑے گی اگر وہاں پر sewerage کی ضرورت ہے تو وہ پہلے ڈالی جائے گی کیوں کہ جب master planning کی تھی تو اس چیز کا خیال رکھا گیا تھا۔

جناب سپیکر: جو منسٹر صاحب بتا رہے ہیں اس کا ایک comprehensive master plan ہے جہاں پر یہ sewerage ڈالتے ہیں وہاں پر اس کے بعد روڈ بنتی ہے this is what he is saying

محمد اکرم چودھری: جناب سپیکر! Issue یہ نہیں ہے کہ جب کسی بھی ڈیپارٹمنٹ نے اگر سڑک بنانی ہو تو اگر وہاں سے سوئی گیس یا ٹیلی فون کی lines انہوں نے شروع کرنی ہے تو اس سے پہلے concernd department اس سڑک کے لئے پیسے جمع کروا دیتا ہے اس میں انہوں نے صرف یہ assurance دینی ہے کہ جس جگہ پر یہ کھدائی کریں گے اور یہی میرا سوال تھا کہ یہ اس کو proper actual حالت میں لے آئیں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ(جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں ان کو ensure کرتا ہوں کہ جہاں پر سڑک بنی ہے وہاں پر sewerage کا کام نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر: This sounds very plausible, let's say آپ کے پاس کوئی وفاقی محکمہ آجاتا ہے یا آپ کا لوکل گورنمنٹ جا کر sewerage ڈالتا ہے یا پبلک ہیلتھ sewerage ڈالتا ہے اور C&W کی پراپرٹی ہے تو اگر کسی محکمے نے وہاں پر ان کا بنا infrastructure کھودنا ہے تو یہاں تو اپنے بجٹ میں شامل کریں یا آپ کے پاس اس کی مد میں پیسے جمع کریں کوئی فارمولا تو بنائیں 70 سال سے یہ کیا سلسلہ چل رہا ہے اس کو روکیں arrest کریں. this what they are saying. Now, I have to move to the next question. I am running short of time sir

محمد اکرم چودھری: جناب سپیکر! صرف ایک منٹ میرے حلقہ میں گلیاں بنی ہوئی تھیں اس میں سوئی گیس کا دوبارہ پائپ ڈالا گیا تو تمام کی تمام وہ گلیاں اکھاڑ دی گئی ہیں۔

جناب اسد عباس: جناب سپیکر! راولپنڈی شہر کے اندر بھی یہی پوزیشن ہے کہ جہاں جہاں پر گیس کی lines ڈالی گئی ہیں وہاں پر سب گلیاں توڑ دی گئی ہیں اور وہاں پر ان علاقوں کو repair بھی نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: یہ طول وعرض میں یہی جھگڑا ہے میں بھی یہی کہہ رہا ہوں منسٹر لوکل گورنمنٹ آپ اس پر کوئی فارمولا بنالیں۔ Now we move to the next question جناب محمد اقبال۔

جناب محمد اقبال: جناب سپیکر!! میرا سوال نمبر 75 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

حلقہ پی پی۔85 میانوالی میں میونسپل کمیٹی کی حدود میں ٹیوب ویلز کنکشن بحال کرنے سے متعلقہ تفصیلات

***75: جناب محمد اقبال:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔85 میں ٹیوب ویل کے کنکشن کاٹ دیئے گئے تھے جو ابھی تک بحال نہیں ہوئے ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈسٹرکٹ میونسپل کارپوریشن میانوالی نے ادائیگی نہیں کی تھی جس کی وجہ سے یہ کنکشن کاٹے گئے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ افسران سے جب اس بارے پوچھا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ اپنی مدد آپ کے تحت ہماری مشینری ٹھیک کرواؤ ہمیں ڈیزل دو تاکہ ہم پانی چلا سکیں؟

(د) کیا حکومت حلقہ پی پی۔85 کے تمام ٹیوب ویل کے کنکشن بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک تفصیلات سے آگاہ کیا جائے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق)

(الف) یہ درست نہ ہے کہ حلقہ پی پی۔85 کے کنکشن بحال نہیں ہوئے البتہ یہ درست ہے کہ مارچ2024 کے آخری ہفتہ اور ماہ اپریل2024 کے آغاز میں ضلع کونسل میانوالی کے زیر کنٹرول چودہ واٹر سپلائی سکیمز کے کنکشن FESCO حکام نے بجلی کے بلوں کی عدم ادائیگی کی وجہ سے کنکشن منقطع کر دیئے تھے لیکن ڈی سی صاحب میانوالی نے عید الفطر سے قبل مورخہ 07.04.2024اور08.04.2024 تمام واپڈا کنکشن بحال کرا دیئے تھے۔مزید پی پی۔85 میں ضلع کونسل کے زیر کنٹرول 67واٹر سپلائی سکیمز آتی ہیں۔جن کے ذمہ ماہ اپریل2024 تک مبلغ آٹھ کروڑ پچانوے لاکھ چوہتر ہزار چھ صد چھیالیس روپےFESCO کو واجب الادا ہیں۔مزید بجٹ24-2023 کے بجٹ میں FESCO بلوں کی ادائیگی کے لئے کل مبلغ7 کروڑ روپے مختص ہیں جس میں ماہ مارچ تک کل ادائیگی جو FESCO کو ہوئی ہے وہ مبلغ تین کروڑ ستتر لاکھ ستاون ہزار ایک صد سولہ روپے ہے۔جب کہ باقی ماندہ مختص رقم مبلغ تین کروڑ بائیس لاکھ بیالیس ہزار آٹھ سو چوراسی روپے سے پی پی۔85 کی67 سکیموں کے علاوہ باقی ماندہ سکیموں کے بلوں کی ادائیگی بھی ہونی ہے۔جب کہ گورنمنٹ کی طرف سے ماہ فروری2024 کی ماہانہ گرانٹ lapse ہونے کی وجہ سے یہ مسائل درپیش ہیں۔جونہی مذکورہ گرانٹ مبلغ ایک کروڑ چورانوے لاکھ چھیاسی ہزار ستتر روپے فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے

جاری کی جاتی ہے تو بجٹ پروینرن کے مطابق پی پی۔ 85 کے ساتھ ساتھ دیگر واٹر سپلائی سکیموں کے بلوں کی ادائیگی کر دی جائیگی۔

(ب) ڈسٹرکٹ کونسل میانوالی کے زیر نگرانی 136 واٹر سپلائی سکیمز چل رہی ہیں۔ جن کے بجلی کے بلوں کی ادائیگی وقتاً فوقتاً ضلع کونسل میانوالی کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ پی پی۔85 میں جو واٹر سپلائی سکیمز کمیونٹی از خود چلا رہی ہے جن کے بل کی ادائیگی کی ڈسٹرکٹ کونسل میانوالی ذمہ دار نہ ہے۔ مزید جو واٹر سپلائی سکیمیں کمیونٹی چلا رہی ہے ان کی تفصیل یوں ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میانوالی نے وقتاً فوقتاً یہ سکیمیں مکمل کر کے متعلقہ کمیونٹی کے حوالہ کی ہیں۔ جس کے لئے محکمہ پبلک ہیلتھ میں ایک آفیسر C.D.O (کمیونٹی ڈویلپمنٹ آفیسر) اس کو دیکھتا ہے۔ اور وہی متعلقہ واٹر سپلائی کے لئے C.B.O (کمیونٹی بیسڈ آرگنائزیشن) بناتا ہے جس میں متعلقہ واٹر سپلائی سکیم کے رہائشیوں کو شامل کیا جاتا ہے۔ اور کمیونٹی وہ سکیم اپنے ذرائع سے چلاتی ہے جس میں بجلی کے بلوں کی ادائیگی بھی متعلقہ C.B.O کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

جو واٹر سپلائی سکیمیں کمیونٹی چلا رہی ہے۔ اس کا ریکارڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے کمیونٹی ڈویلپمنٹ آفیسر کے پاس ہوتا ہے۔ جبکہ جو سکیمیں کمیونٹی چلا رہی ہے اس کا ریکارڈ ضلع کونسل کے پاس نہ ہے۔ جس سے واضح ہو کہ کتنی سکیمیں کمیونٹی از خود چلا رہی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے البتہ ڈسٹرکٹ کونسل میانوالی کے زیر کنٹرول واٹر سپلائی سکیمیں ہیں ان کی مشینری کی دیکھ بھال اور مرمت ڈسٹرکٹ کونسل کے ذمہ ہے اور اس پر ہونے والے تمام اخراجات ضلع کونسل میانوالی از خود برداشت کرتی ہے۔

(د) اس وقت پی پی 85 میں کوئی بھی واٹر سپلائی سکیم منقطع واپڈا کنکشن کی وجہ سے نان فنکشنل نہ ہے جہاں تک واپڈا dues کی ادائیگی کا معاملہ ہے تو ڈسٹرکٹ کونسل کے ذمہ حلقہ پی پی۔85 میں جو واٹر سپلائی سکیمز ہیں ان کے کنزیومرز سے اس وقت کسی قسم کے واٹر چارجز وصول نہ کئے جا رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے بجلی کے بلوں کی ادائیگی گورنمنٹ کی طرف سے آمدہ گرانٹ سے کی جاتی ہے۔ ماہ جنوری اور مارچ 2024 میں

صرف تحصیل عیسی خیل پی پی 85 میں مبلغ 9778796 روپے کی ادائیگی کی گئی ہے۔
اور اس ماہ یعنی اپریل 2024 میں بھی دیگر payment روک کر زیادہ سے زیادہ رقم واپڈا بلوں کی ادائیگی میں صرف کی جائیگی۔

جناب سپیکر: جی آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

جناب محمد اقبال: جناب سپیکر! میں ان کے جواب سے agree نہیں کرتا ہوں with a very cogent reason کے یہ جو DC صاحب نے جواب دیا ہے اس کے اندر بہت سے flaws موجود ہیں سب سے پہلے جواب میں لکھا ہے کہ water tube well connection وہ مارچ اور اپریل کے آخری ہفتے میں disconnection ہوئی ہے۔ This is incorrect میں ثبوت دے سکتا ہوں کہ فروری کے مہینے سے میں لگاتار ڈی سی صاحب کے ساتھ in contact ہوں unfortunately نہ وہ میرے فون کا جواب دیتے ہیں اور نہ میرے واٹس ایپ کا وہ جواب دیتے ہیں اگر آپ کہتے ہیں تو میں ساری details آپ کے ساتھ date wise شیئر کرتا ہوں اور میں نے کیا سوال کیا ہے اور اس کا مجھے کیا جواب آیا ہے۔

جناب سپیکر: ان کا جو سوال ہے کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔ 85 میں ٹیوب ویل کے کنکشن کاٹ دیئے گئے ہیں جو ابھی تک بحال نہیں ہوئے ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں آپ نے یہ کہا ہے کہ ان کے واجبات ادا نہیں تھے اس لئے کاٹ دیئے گئے یہ ان کا سوال ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ جو connections کاٹے گئے تھے وہ لوکل گورنمنٹ کی domain میں آتے ہیں اس میں آپ تفصیل سے دیکھیں تو یہ water supply schemes جو تھی اس میں بہت ساری schemes public health and engineering نے کی تھی اور ان کا system بہت different ہوتا ہے جو rural areas ہوتے ہیں وہ لوکل گورنمنٹ کے سپرد نہیں کی جاتی یہ ایک لمبی debate ہے اگر آپ موقع دیں گے تو میں اس کی تفصیل بتادوں گا وہ community based organization کے سپرد کی جاتی ہیں ان کی ذمہ داری لوکل گورنمنٹ کی نہیں ہوتی

لوکل گورنمنٹ اپنی schemes کی ذمہ دار ہوتی ہے اس سلسلہ میں یہ جواب ہے وہاں پر کنکشن بحال کر دیئے گئے ہیں کچھ واجبات ادا کر کے اس میں ساری تفصیل درج ہے۔

جناب محمد اقبال: جناب سپیکر! جز(ب) سے متعلق بات کروں گا کہ community based سکیموں کے متعلق تو میں سوال ہی نہیں کر رہا کیونکہ community based organization سکیمیں تو community چلا رہی ہے تو میرا سوال اُن واٹر سپلائی سکیموں اور اُن ٹیوب ویلوں کے disconnection سے متعلقہ ہے جو گورنمنٹ کی طرف سے sanctioned ہیں they are total 69 in number میں اِسے irrelevant جواب کہوں گا جو مجھے ملا ہے اور میں even یہ بھی offer کر سکتا ہوں کہ میں منسٹر صاحب کے ساتھ اُن کے دفتر میں بیٹھ کر بھی اسے detail میں discuss کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اقبال صاحب! تشریف رکھیں۔ یہ serious concern ہے اگر 69 villages کی سکیموں کی Local Government responsibility پر ہے which I actually doubt but still if the honorable member is saying ضلع سے ضلع میں مختلف صورتحال ہوتی ہے۔ اگر 69 دیہات کی واٹر سپلائی کے کنکشن for non-payment کٹے ہوئے ہیں تو وہاں کے لوگ پانی کی بُوند بُوند کو ترس رہے ہوں گے۔ منسٹر صاحب معزز ممبر کے ساتھ مل کر اِس مسئلے کو حل کریں۔ شکریہ

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! شکریہ۔ جز(ب) میں یہ کہا گیا ہے کہ ضلع کونسل میانوالی کے زیر نگرانی 136 واٹر سپلائی کی سکیمیں چل رہی ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ Devolution Plan 2002 میں یہ ضلع کونسل کی domain سے نکال کر پبلک ہیلتھ کے حوالے کر دی گئی تھیں تو یہ ضلع کونسل کی domain ہی نہیں ہے تو کیا ضلع میانوالی میں کوئی الگ قانون بنا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: امجد علی صاحب! آپ کتنے سادہ ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟ انسان اتنے جوتے نہیں بدلتا جتنے 2002 سے لے کر اب تک لوکل گورنمنٹ کے قوانین بدل گئے ہیں تو آپ کہاں پر سرا ڈھونڈیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وہ domain واپس نہیں ملی اور اگر واپس ملی ہے تو مجھے بتا دیں؟

جناب سپیکر: امجد صاحب! Local Government is a mess in this province اس پر 2002,2008,2013,2014,2017, اور 2021 there are plethora of laws جس پر آپ بات ہی نہیں کر سکتے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہی کہہ رہا ہوں کہ کسی قانون میں بتا دیں کہ یہ ضلع کونسل کے پاس domain واپس آئی ہے کیونکہ ہمیں اِس کا بہت بڑا concern ہے۔

جناب سپیکر: امجد صاحب! میں یہی کہہ رہا ہوں۔ I would put the question to the minister but probably with this much of laws سمیع اللہ صاحب! آپ تو اِس سارے کام کے witness ہیں کہ لوکل گورنمنٹ کے ساتھ کیا ہوا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جی، بالکل۔ جناب سپیکر! آپ درست فرما رہے ہیں۔

جناب سپیکر: Public delivery کے سب سے effective ادارے لوکل گورنمنٹ کے قوانین ہم نے بدلے ہیں as a province we are failed on that جی، منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ بات پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی ہو رہی ہے تو 2001 تک پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ باقاعدہ سکیمیں بناتا تھا اور پھر چلاتا تھا۔ 2001 میں لوکل گورنمنٹ کا ایکٹ آیا جس کے تحت پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو ختم کر دیا گیا اور اس کے بعد 05-2004 میں دوبارہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو revive کیا گیا لیکن اِس حوالے سے کوئی written معاہدہ یا بات نہیں کی گئی بلکہ صرف ایک زبانی understanding کی گئی کہ جو سکیم محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ بنائے گا وہ اگر دیہی علاقوں میں ہو گی تو اسے community based organization چلائیں گی اور شہری علاقوں کی سکیمیں لوکل گورنمنٹس کے حوالے کرتے تھے لیکن لوکل گورنمنٹس کے حوالے سے بھی کافی issues

رہے اور آج بھی کئی ایسی سکیمیں ہوں گی جو اُن کے سپرد ابھی تک نہیں کی گئیں تو یہ issues اِس سے پہلے رہے ہیں۔ معزز ممبر کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ کچھ عرصہ بعد قانون بدل جاتا ہے جس کی وجہ سے کسی کو سمجھ نہیں آتی کہ فلاں چیز کس کی domain میں fall کرتی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ، منسٹر صاحب! میرا خیال ہے we are running short of time, Iqbal sahib has a question. Mover کا question ہے تو امجد علی صاحب تشریف رکھیں۔

جناب محمد اقبال: جناب سپیکر! میری یہ observation بھی ہے کہ 67 سکیمیں کیسے ہو سکتی ہیں اور میں نہیں یہ کہہ رہا بلکہ اِسی تحریری جواب کے اندر لکھا ہوا ہے کہ 67 ایسی واٹر سپلائی سکیمیں ہیں جنہیں وہ لوگ چلا رہے ہیں۔ میں تھوڑا سا اس کے اندر مزید جاؤں گا تو بنیادی طور پر چار اضلاع ایسے ہیں جن کے ساتھ یہ رعایت کی گئی ہے جن میں راجن پور، ڈیرہ غازی خان most probably لیہ اور میانوالی میں چونکہ پانی کی بہت زیادہ شدید قلت ہے۔ اگر میں اپنے گھر کی مثال دوں تو میرے گھر میں 15 دنوں کے بعد پانی آتا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! معزز ممبر آپ سے آپ کے چیمبر میں ملیں گے اور آپ اس معاملے کو دیکھیں کہ اگر پانی ان اضلاع میں نہیں آ رہا اور masses at large اس تکلیف میں ہیں تو آپ اِن کے ساتھ بیٹھ کر اِس کے resolution کے لئے اپنے ڈیپارٹمنٹ کو instruct کریں اور اِس مسئلے کا حل نکالیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب محمد اقبال: بہت شکریہ، جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں سے پوائنٹ آف آرڈر کے لئے کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: How much time do we have left for the Question Hour? چلیں۔ I request the honorable member please be seated. معزز ممبران اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں گے کیونکہ وقت تھوڑا رہ گیا ہے اور آگے بھی بزنس کرنا ہے۔ اگلا سوال نمبر 100 جناب وقاص محمود مان کا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وقاص مان صاحب کی طرف سے request آئی ہے کہ اِن کے سوال کو pend فرمالیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے pended upon his request۔ اگلا سوال نمبر 104 جناب محمد اطہر مقبول کا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جناب محمد اطہر کے سوال کو بھی pend فرمالیں۔

جناب سپیکر: جی، pended upon his request اگلا سوال جناب احمد خان بھچر کا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اِس سوال کو بھی pend فرمالیں۔

جناب سپیکر: جی، pended upon his request اگلا سوال چودھری محمد اعجاز شفیع صاحب کا ہے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: شکریہ، جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 127 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

چودھری محمد اعجاز شفیع: جی، جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

خان پور پی پی-258 میں نالیوں، پلیوں اور سولنگ کی تکمیل اور ان کے لئے مختص فنڈز سے متعلقہ تفصیلات

***127: چودھری محمد اعجاز شفیع:** کیا وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔ 258 تحصیل خان پور میں سال 2023 سے اب تک کتنی نالیوں، پلیوں اور سولنگ کی مد میں ترقیاتی کام کئے گئے اور ان پر حکومت کے کتنے اخراجات ہوئے؟

(ب) مندرجہ بالا ترقیاتی کاموں کی مد میں کتنے فنڈز مختص کئے گئے، کتنے فنڈز خرچ کئے گئے اور کتنی ایسی سکیمیں ہیں جن کا کام پایہ تکمیل نہیں ہوا، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق)

(الف) پی پی۔ 258 تحصیل خانپور میں سال 2023 سے اب تک کوئی نالیوں پُلیوں کی مد میں ترقیاتی کام یا اخراجات نہ ہوئے ہیں۔

(ب) ترقیاتی کاموں کی مد میں 2023 سے اب تک کسی قسم کا کوئی فنڈ خرچ نہ کیا گیا ہے۔ البتہ گزشتہ 6 ماہ میں سڑکوں کے حوالے سے چھ سکیموں کی منظوری دی گئی جو جاری ہیں جن کا کل تخمینہ 27 کروڑ 80 لاکھ روپے کا ہے۔ موقع پر 80 سے 90 فیصد کام مکمل کیا جا چکا ہے۔ تفصیل تتمہ "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: میرا ضمنی سوال ہے کہ جز (الف) کے جواب PP-258 تحصیل خانپور میں سال 23-2022 سے اب تک نالیوں یا پلیوں پر کوئی اخراجات نہ ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر! TMAs کی purview میں کیا ہوتا ہے اور اس کا مطلب ہے کہ وہ بالکل نالائق، نا اہل ہے جو صرف خانپور میں کرپشن کرنے اور وہاں پر تعینات افسران کی عیاشیوں کے لئے بنایا گیا ہے۔ یہاں اُنہوں نے لکھا ہوا ہے کہ ہم نے کوئی ترقیاتی کام نہیں کیا تو اِس کی reason بتا سکتے ہیں کہ پُورے ایک سال میں نالیوں کی تعمیر اور گلیوں میں ٹف ٹائلیں کس نے لگانی ہوتی ہیں؟

جناب سپیکر: آپ کے سوال کے تحریری جواب میں ہے کہ آپ کی لوکل گورنمنٹ کے تحت کسی قسم کے کوئی فنڈز تحصیل خانپور میں خرچ نہیں ہوئے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! اِس کی بنیادی وجہ نگران حکومت تھی اور پابندی تھی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کیا فرمایا؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! نگران حکومت تھی اور فنڈز کے استعمال پر پابندی تھی۔

جناب سپیکر: جی، چودھری اعجاز شفیع صاحب! نگران حکومت تھی اور فنڈز پر پابندی تھی۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! حیرت ہے کیونکہ اِسی سوال کے جز (ب) میں فرما رہے ہیں کہ ہم نے 27 کروڑ روپے خرچ کیا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری اعجاز شفیع صاحب! آپ اپنے سوال کے جز(ب) میں پوچھ رہے ہیں کہ کتنے فنڈز خرچ کئے گئے اور کتنی ایسی سکیمیں ہیں تو یہ شاید segregate کر رہے ہیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! کیا فرمایا؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ شاید segregate کر رہے ہیں کہ کمیٹی کے پاس ڈویلپمنٹ کے فنڈز ہوتے ہیں وہ شاید under ban ہوں اور دوسری سکیم کسی اور ایجنسی کی approved ہوں this is probably you are saying

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! نگران حکومت کے دور میں کوئی سکیم اگر ٹینڈر ہوئی ہے تو وہ الیکشن کمیشن کی طرف سے اجازت ملنے کے بعد ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، الیکشن کمیشن کی concurrence یعنی اجازت سے ہوئی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! اگر کسی جگہ پر الیکشن کمیشن کی طرف سے اجازت نہیں ملی تو اُس کا ٹینڈر نہیں لگا سکتے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! 2023 میں پُورے لاہور کے اندر انڈر پاسز بنے ہیں، ہسپتالوں کی ایمرجنسیاں بنی ہیں اور سڑکیں بنی ہیں تو کیا یہاں یہ پابندی نہیں تھی؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! شاید یہ پابندی خانپور کے لئے تھی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میرے فاضل دوست نے۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ذرا چودھری صاحب کے سوال کی کاٹ سمجھیں۔ اُن کا سوال یہ ہے کہ تحصیل خانپور میں پابندی تھی لیکن لاہور میں نہیں تھی؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ تو الیکشن کمیشن سے پوچھا جا سکتا ہے کہ اُنہوں نے کون سی سکیم کی اجازت دی اور کون سی سکیم پر کام شروع ہوا کیونکہ یہ اِس tenure میں ہوا ہے تو اِس بارے میں اُنہی سے پوچھا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری اعجاز شفیع صاحب! Do you have any other supplementary question?

چودھری محمد اعجاز شفیع: نہیں، جناب سپیکر! اگر پابندی تھی تو اِس کا letter دکھا دیں۔ فنڈز استعمال ہی نہیں کر رہے بلکہ وہاں بیٹھے ہوئے افسران کھونچے لگا رہے ہیں تو یہ بتائیں کہ سوہاوہ جیسی چھوٹی سی تحصیل کا بجٹ 121 ملین ہے۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میرے خیال میں چودھری اعجاز شفیع صاحب پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ تحصیل خانپور میں کتنے پیسے دیئے ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! یہ تو fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! آپ کا شکریہ۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! جز (ب) میں ہے کہ 27 کروڑ روپے کے فنڈز لگے ہیں تو یہ 27 کروڑ 80 لاکھ روپے کہاں سے آئے تھے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! چونکہ تحصیل کی بات ہو رہی ہے تو یہ اُن کے ضلع کونسل کی طرف سے آئے تھے یہ وہ فنڈز ہیں جو ضلع کونسل کی domain میں آتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے so, sir یہ segregate ہے کہ آپ کی تحصیل خانپور کی میونسپل کمیٹی ہو گی وہ کوئی ترقیاتی مد میں پیسے نہیں خرچ کر سکی اور آپ کے ضلع رحیم یار خان کی ضلع کونسل کے پاس فنڈز تھے تو انہوں نے کچھ فنڈز خرچ کئے جو 27 کروڑ 80 لاکھ روپے ہیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اِس جز کا جواب بھی غلط ہے کیونکہ اِس میں اِنہوں نے کوئی آٹھ یا دس سکیمیں شروع کی ہوئی ہیں جن میں سے صرف چھ کا ذکر ہے تو اِس کا جواب بھی نامکمل

ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو فنڈز میونسپل کمیٹی میں ہیں تو کیا گلیوں اور نالیوں کی تعمیرات کے لئے یہ فنڈز خرچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! This is the pertinent question اگر میونسپل کمیٹی خانپور میں کوئی فنڈز پڑے ہیں تو اُنہیں خرچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! جی، بالکل انہیں خرچ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگلا بجٹ آئے گا تو وہ ایک خود مختار ادارہ ہے اِس لئے وہ اپنا ADP بنائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، thank you, I hope this addresses your question اعجاز صاحب! آخری سوال جناب ندیم قریشی کا ہے۔

آوازیں: جناب سپیکر! اِسے بھی pend فرمالیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ قریشی صاحب کے سوال نمبر 141 کو بھی pend کیا جاتا ہے۔ اب سوالات بھی ختم ہو گئے ہیں اور وقفہ سوالات کا وقت بھی ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ نادیہ کھر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نادیہ کھر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ اے اللہ میں تیری عبادت کرتی ہوں اور تُجھ ہی سے مدد مانگتی ہوں۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کروں گی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ بڑی بہادر خاتون ہیں، آپ نے بڑا زبردست الیکشن contest کیا۔ آپ کھل کے بات کریں جو آپ کہنا چاہ رہی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ نادیہ کھر: جناب سپیکر! جزاک اللہ۔ میں سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گی کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں کافی عرصے سے اپنے علاقے کے کچھ مسائل پر بات کرنا چاہ

رہی تھی لیکن مجھے موقع نہیں دیا جا رہا تھا یا تو لسٹ میں خواتین کا نام نہیں ہوتا یا پھر آخری نام دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے سیشن کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! آپ custodian of the House ہیں میں آپ سے request کروں گی کہ کوئی ایسے SOPs بنائیں یا ایسے rules بنائیں جس میں خواتین کو proper equally بولنے کا موقع دیا جائے۔ دوسری بات میں یہ کہوں گی کیونکہ اس کے بعد پھر گندم پر بات شروع ہو جائے گی، اجلاس ختم ہو جائے گا اور میری بات رہ جائے گی۔ مجھے صرف پانچ منٹ چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔۔۔

محترمہ نادیہ کھر: جناب سپیکر! پلیز، مجھے بات کرنے دیں میں آپ سے personal request کرتی ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! I assure you, I will give you the time آپ مجھے تھوڑا سا business چلانے دیں۔ واقعی آپ جب سے ممبر بنی ہیں آپ کو بات کرنے کا موقع نہیں ملا۔ I will give you time today but تھوڑا سا business چلانے دیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس شروع کرتے ہیں کیونکہ اُس میٹنگ کی details ابھی میرے پاس پہنچ رہی ہیں۔ I am just prolonging it اور Call Attention Notices کے لئے معزز ممبر کا concern بھی ہے۔ یہ دو ہیں اب ہم ان کو لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس محترمہ عظمیٰ کاردار کا ہے۔

سیالکوٹ: جامکے ڈھنسلا روڈ قلعہ کالر والا میں قتل سے متعلقہ تفصیلات

18: محترمہ عظمیٰ کاردار: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 15-اپریل 2024 کی خبر کے مطابق جامکے ڈھنسلا روڈ قلعہ کالر والا ضلع سیالکوٹ میں ڈاکوؤں نے مزاحمت پر محمد صغیر کے بیٹے زین علی کو فائرنگ کرکے قتل کر دیا؟

(ب) کیااس واقعہ کا مقدمہ درج ہوا ہے تو کس تھانہ میں اور کن کن دفعات کے تحت درج ہوا ہے اس کی مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ بالکل درست ہے اور اس میں مسمی صغیر احمد ولد محمد شریف جاکے ڈھنسلا تحصیل پسرور کی مدعیت میں مقدمہ نمبر 24/250 مورخہ 2024-04-13 بجرم 392/302 ت پ تھانہ قلعہ کالر والا درج ہوا۔ تفتیش شبیر احمد انسپکٹر HIU کے سپرد ہوئی۔ دوران تفتیش ملاحظہ موقع و نقشہ موقع مرتب ہوا۔ نامعلوم ملزمان کی تلاش کی گئی مدعی مقدمہ نے اپنا تتمہ بیان میں ایک کس مسمی فرحان علی ولد محمد اشرف قوم جٹ ساکن جاکے ڈھنسلا کو نامزد کیا جس کا بعد از گرفتاری جسمانی ریمانڈ حاصل کیا گیا ہے اور تفتیش مقدمہ جاری ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! توجہ دلاؤ نوٹس کا جواب وزیر اعلیٰ نے یا لاء منسٹر نے دینا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل آپ درست فرما رہے ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Parliamentary Affairs کے منسٹر جواب نہیں دے سکتے یہ کس بنیاد پر جواب دے رہے ہیں مجھے بتایا جائے؟

جناب سپیکر: مجھے Rules of Procedure کی کتاب دیں، this seems to be correct. رانا صاحب بات ٹھیک کہہ رہے ہیں۔

اس میں لکھا ہے کہ۔

It has to be either the Chief Minister or the Minister for the Law.

جناب سپیکر: رانا صاحب درست فرما رہے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ہمارے rules میں Law and Parliamentary Affairs کا اکٹھا لکھا آتا ہے۔ یہ دونوں لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: سمیع صاحب صحیح کہہ رہے ہیں۔ یہ پہلے law تھا اب یہ amend ہو گیا ہے اور Parliamentary Affairs آ گیا ہے۔

Rule 65: Upon being asked by the Speaker, the member concerned may raise the question and the Chief Minister, Minister for Law and Parliamentary Affairs or the Minister concerned may answer the question on the same day or on any other day fixed by the Speaker

بہر حال رانا آفتاب صاحب! I really appreciate کیونکہ آپ جو verbatim پڑھ رہے ہیں یہ law پہلے تھا لیکن رانا سمیع اللہ صاحب! I really thank you for that

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے جو مجھے Rules of Procedure کی کتاب دی ہے If there has been an amendment you should inform this Honorable House یہ تو نہیں ہونا چاہئے کہ آپ خود ہی تبدیل کر لیں اور بتایا بھی نہ جائے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ Rule 65 دیکھیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ویسے میری گزارش ہے کہ رانا آفتاب جیسے لوگوں کو latest copy ضرور دی جائے پہلے بھی ایک بار ایسا ہوا ہے کہ اُن کی کتاب میں کچھ اور تھا۔ اس طرح باقی وہ دوست جو ہاؤس میں دلچسپی لیتے ہیں جو amendments کی گئی ہیں وہ اُن کو ساتھ دیں تا کہ کوئی غلط فہمی نہ ہو۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کو latest rules کی کاپی دیتے ہیں۔ یہ amended ہیں اور book میں printed ہے۔ سمیع اللہ خان صاحب! I really thank you. This is

actual contribution جو معزز ممبر کی طرف سے آنی چاہیئے۔ دوسرا توجہ دلاؤ نوٹس سردار محمد علی خان کا ہے۔

حسن ابدال میں سپیشل ایجوکیشن کی بچیوں کی برہنہ ویڈیو بنانے پر کارروائی سے متعلقہ تفصیلات

23: سردار محمد علی خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گی کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 9-اپریل 2024 کی خبر کے مطابق حسن ابدال تھانہ سٹی کی حدود میں واقع گورنمنٹ سپیشل ایجوکیشن سنٹر کے ملازم عمران شاہ نے معصوم اور ذہنی معذور بچیوں کی برہنہ ویڈیو بنا کر ان سے جنسی تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان معذور بچیوں کے والدین اور سکول کی ہیڈ مسٹریس نے اس بارے میں سائبر کرائمز راولپنڈی اور DPO کو درخواستیں بھی دی ہیں جن پر ابھی تک کوئی ایکشن نہیں لیا گیا، ان گونگی، بہری اور ذہنی وجسمانی معذور بچیوں کے ساتھ غیر اخلاقی حرکت اور Sexual Harassment سے بچانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ نیز ملزم عمران شاہ کے خلاف قانون کے مطابق کیا کارروائی عمل میں لائی گئی اب تک کی مکمل صورتحال سے آگاہ فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بمطابق رپورٹ SHO تھانہ سٹی حسن ابدال جواب یہ ہے کہ مورخہ 2024-3-18 بوقت 30-9 بجے دن سحر ش خان سب انسپکٹر ایف آئی اے، جنید خان اے ایس آئی، عنایت اللہ ہیڈ کانسٹیبل اور یاسر علی خان کانسٹیبل بسلسلہ تعمیل سرچ وارنٹ بنام عمران شاہ ولد مطلوب حسین شاہ سکنہ محلہ شہید آباد حسن ابدال بحوالہ انکوائری نمبر 24/496/R مورخہ 2024-3-12 سائبر کرائم ایف آئی اے راولپنڈی سے تھانہ آئے اور بحوالہ رپٹ نمبر 10 مورخہ 2024-3-8 روزنامچہ تھانہ سٹی حسن ابدال میں آمد و روانگی کر کے مع امدادی پولیس SI محمد احسان مع فیضان علی C/106 لے کر محلہ

شہید آباد حسن ابدال روانہ ہوئے اور جائے مسکن از عمران شاہ پہنچ کر پڑتال و سرچ وارنٹ کی حسبِ ضابطہ تعمیل کروائی گئی۔ عمران شاہ مع موبائل الزام علیہ ہمراہ لے کر بحوالہ رپٹ نمبر 11 مورخہ 18-3-2024 روزنامچہ تھانہ سٹی حسن ابدال واپسی واطلاعی درج کرکے میڈم حمیرہ نعیم پرنسپل سپیشل ایجوکیشن سکول حسن ابدال کی موجودگی میں موبائل فون عمران شاہ جو سپیشل ایجوکیشن سکول حسن ابدال میں نائب قاصد ہے موبائل فون blue colour، ٹچ سکرین، شکستہ اماناتاً SI محمد احسان تھانہ سٹی حسن ابدال امدادی پولیس کے حوالے کیا تھا جس نے موبائل فون مع 2 عدد سم حوالے، سحرش خان SI ایف آئی اے سائبر کرائم راولپنڈی کیا گیا ہے جو آئندہ مذکورہ SI الزام علیہ مسمی عمران شاہ اور اس کے موبائل فون کو ہمراہ لے کر ایف آئی اے سائبر کرائم راولپنڈی روانہ ہوئیں۔ نقل رپورٹ لف ہے۔

(ب) سحرش خان SI ایف آئی اے نے بذریعہ فون بھی بتایا کہ الزام علیہ عمران شاہ کی سائبر کرائم میں انکوائری تاحال مکمل نہ ہوئی ہے اور مذکورہ کے زیر استعمال موبائل کی بھی forensic کرائی جارہی ہے جس کی ابھی تاحال رپورٹ موصول نہ ہوئی ہے۔ بعد مفصل انکوائری و موصول forensic report جیسی بھی صورت ہوئی ایف آئی اے سائبر کرائم مذکورہ عمران شاہ کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائے گی۔ جہاں تک درخواست ہائے کا تعلق ہے سپیشل ایجوکیشن سکول حسن ابدال کی ہیڈ مسٹریس حمیرہ نعیم نے ضلعی پولیس و تھانہ سٹی حسن ابدال میں کوئی درخواست برخلاف عمران شاہ نہ گزاری ہے جبکہ مذکورہ نے complaint no. 5855/2024 مورخہ 29 فروری 2024 سائبر کرائم راولپنڈی ونگ میں تحریری درخواست گزاری ہے جس کی تاحال انکوائری جاری ہے۔ علاوہ ازیں ہیچو قسم کی دو عدد مزید درخواست ہائے ایک ازاں وحیدہ بی بی زوجہ ظفر شاہ سکنہ براہما حصار ضلع راولپنڈی۔

2۔ تنویر خان نے بھی ڈپٹی ڈائریکٹر سائبر کرائم راولپنڈی برخلاف عمران شاہ گزاری ہے۔ اس کے end پر finding دی ہے چونکہ درخواست مندرجہ بالا متعلقہ ایف آئی اے سائبر کرائم راولپنڈی میں زیر سماعت ہے جس کی انکوائری کی جارہی ہے علاوہ ازیں درخواست بالا ضلعی پولیس کے پاس نہ گزاری ہے اور نہ محکمہ پولیس کے متعلقہ ہے۔ اندریں حالات بالا معاملہ زیر سماعت ایف آئی اے سائبر کرائم راولپنڈی ہے آئندہ بھی مفصل انکوائری و موصول ہونے والی

رپورٹ forensic جیسی صورت میں ہوئی ایف آئی اے مذکورہ عمران شاہ الزام علیہ کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لانے کا پابند ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، سردار محمد علی خان! You can ask?

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! شدید افسوس ہے look at the seriousness of Minister for Parliamentary Affairs کہ ان سے لکھا ہوا پڑھا نہیں جا رہا۔ یہ issue ہر غیرت مند پاکستانی کے لئے مرنے کا مقام ہے۔ اگر ایک طاقتور شخص کا کتا گم ہو جائے تو سارا سسٹم حرکت میں آجاتا ہے۔ یہ معصوم اور معذور بچیاں، یہ جو خواتین بیٹھی ہیں ان کو تو اس issue پر کھڑا ہونا چاہئے۔ یہ پنجاب، یہ پاکستان، یہ ہر مسلمان اور ہر انسان کی غیرت کا معاملہ ہے۔ آپ مجھے یہ بتا رہے ہیں، کیونکہ آپ کی چیف منسٹر نے کہا تھا کہ یہ میری red line ہے Where is your red line? آج آپ نے وردی پہن کر ان بدمعاشوں کو دوبارہ تقویت دے رہے ہیں کہ آپ اس ملک کے پر امن شہریوں کو رگڑیں۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! آپ ایک سیکنڈ تشریف رکھیں۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! مجھے بولنے دیں یہ میرا concern ہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ This issue should be addressed in such a way میں خود آپ کا Call Attention Notice پڑھ کر ذہنی طور پر الجھن میں ہوں اور جو honorable minister صاحب نے جواب دیا ہے وہ کرائم یونیورسل ہوتا ہے۔ This crime happens and it has a universal connotation to all around. اب یہ جرم ان بچیوں کے ساتھ ہوا ہے جو special persons ہیں۔ ان کے ساتھ یہ sexual harassment کا کیس notice میں آیا ہے۔ آپ نے بڑا اچھا کیا کہ آپ اس کو اس فورم پر لے آئے۔ اب جو منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں اور وہ بتا رہے ہیں کہ ابھی تک Call Attention Notice پر کیا ہوا ہے آپ نے جو مسئلہ raise کیا ہے۔ The concerned minister has to answer that whatever you are saying and is reported in the paper اس پر ابھی تک کی گئی کارروائی کیا ہے۔ اب Call Attention Notice کے

باعث یہ مسئلہ حکومت کے notice میں آیا ہے۔ آپ نے یہ point out کر کے اور یہ matter raise کر کے بڑا اچھا کیا ہے۔ It has to be addressed with a lot of seriousness یہ درست ہے۔ منسٹر پارلیمانی افیئرز صاحب یہ بڑا serious مسئلہ ہے آپ اس پر IGP سے personally بات کریں۔ ان کو بتائیں کہ حسن ابدال میں جو واقعہ پیش آیا ہے اس واقعے کے ملزمان کیفر کردار تک پہنچنے چاہئیں۔ اس قسم کے واقعات کے تدارک اور روک تھام کے لئے جو حکومتی اقدامات ہیں جب ہاؤس میں general discussion ہو تو آپ اس بارے میں ہاؤس کو apprise کریں گے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! میری submission یہ ہے کہ محترمہ حمیرہ نعیم جو اس ادارے کی پرنسپل ہیں ان کو لگاتار threats آرہی ہیں۔ موٹر سائیکل پر بارہا دفعہ لڑکے آئے، وہ چونکہ خاتون ہے اُدھر چوکیدار اور سکیورٹی گارڈ بھی نہیں ہے۔ ان پر تیزاب پھینکنے کے لئے ان کو بارہا کہا گیا۔ ان کو ٹیلی فون کے ذریعے pressurize کیا جارہا ہے کہ اس issue سے پیچھے ہٹیں۔ وہ بندہ دندناتا پھر رہا ہے۔

جناب سپیکر: یہ اسی سکول کی پرنسپل ہے؟

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! جی، اسی سکول کی پرنسپل ہے۔ اس کو ایک surety bond کے ذریعے باہر چھوڑ دیا گیا اور درندہ دندناتا رہا ہے۔ میری submission یہ ہے کہ میڈم کو سکیورٹی فراہم کی جائے۔ اس کیس کو پورے طریقے سے investigate کیا جائے اور اس کا میڈیا ٹرائل نہ کیا جائے کیونکہ بچیوں کا معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ جی، Minister for Parliamentary Affairs صاحب honorable member صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ اس ادارے کی سربراہ میڈم حمیرہ نعیم she is also under threat by some person جس کا نام وہ دے رہے ہیں۔ وہ ایف آئی آر میں nominated ہے اور وہ دندناتا پھر رہا ہے اور وہ ادارہ اس کی وجہ سے تکلیف میں

آیا ہوا ہے۔ اگر وہ ایف آئی آر میں nominated ہے اور اس کا یہ conduct ہے تو he should be arrested straight away. آپ ان کو instruct کریں۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں اس کو investigate کر کے کل آپ کو رپورٹ پیش کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھیں! جو ایف آئی اے میں کیس رجسٹر ہوتا ہے۔

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ایف آئی اے provincial government کی domain میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ یہ ان کو through IGP بھیج سکتے ہیں۔ ان کو یہ بھجوائیں، یہ tapping, filming اور جو موبائل پر اس طرح کی activity ہے۔ اس کو track کرنے کی ability FIA کے پاس ہے۔ وہ کون لوگ ہیں اور کیسے کرتے ہیں؟

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! ان کی جان کی حفاظت کا ذمہ دار کون ہے؟

جناب سپیکر: وہ پنجاب پولیس ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے straight away جو application دی ہے اس پر کیا ایکشن ہوا ہے؟ ایک ایف آئی آر کے لئے درخواست دی ہے، the FIA has nothing to do with it یہ forensic نے کرنا ہے, that is a secondary question, but they should have straight away registered a case and arrested that person اور investigation بھی شروع کر دیں۔ یہ پولیس والوں کا ایک routine matter ہے کہ ان کے پاس ایک لاکھ untraced cases پڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے یہ بڑے دکھی دل سے کہا ہے کہ یہ بہنیں بیٹھی ہیں یہ بھی سوچیں۔ ہم سب بچیوں والے ہیں، جن کے ساتھ گزری ہے ان کے ساتھ کیا ہوا ہو گا؟

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس میں اس طرح ہے کہ۔۔۔

(اس مرحلے پر معزز اراکین حزب اختلاف اپنی نشستوں سے کھڑے ہو گئے)

جناب سپیکر: وہ اس کی resolution مانگ رہے ہیں۔ اگر آپ کھڑے ہوں گے تو resolution نہیں ملے گی۔ اگر آپ بیٹھیں گے تو ملے گی۔

وزیر خزانہ وپارلیمانی امور(جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم FIA سے بھی اپنے طور پر اس کو take up کرتے ہیں اور میں IG صاحب کو بھی کہتا ہوں کہ ادارے کی پرنسپل محترمہ حمیرہ نعیم کی سکیورٹی کا بھی بندوبست کر لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! اس کو ensure کر رہے ہیں۔ We will keep it for a day اس پر کوئی بات کرتے ہیں۔ Let the honorable minister go for جو اس کیس سے concerned لوگ ہیں۔ ان کو کیفر کردار تک تو پہنچائیں۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! اس issue کو دبانا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: نہیں دبے گا۔

جناب سپیکر: اجلاس کا وقت ایک گھنٹے کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔ جی، ملک واصف مظہر صاحب تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس کو pend کرتے ہیں.

تحاریک التوائے کار

MR SPEAKER: Now, we take up Adjournment Motions.

یہ تحریک التوائے کار محترمہ راحیلہ خادم حسین کی طرف سے ہے تحریک التوائے کار 24-04-24 کو move ہوئی ہے یہ pending ہے اس کا جواب آ گیا ہے؟ یہ کل move ہوئی تھی۔ جی، وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ جناب ذیشان رفیق۔ محترمہ راحیلہ خادم حسین تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ تشریف نہیں رکھتی۔ جی، ذیشان رفیق صاحب! آپ اس پر بات کرنا چاہیں گے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! یہ motion جو کل move کی گئی تھی۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! I am going to put this question to the House. I am going to open it for the debate.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ بالکل بڑا burning issue ہے۔ ہم لوگوں کی زندگیاں، اس صوبے کی عوام کی زندگیاں گندگی اور غلاظت کے ڈھیر کے تلے دبی ہوئی ہیں تو I am going to put this question to the House.

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! بالکل ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس پر ہمیں concrete بات بتائیں۔ یہ سوال بے شک لاہور کے متعلق ہے لیکن آپ بتائیں کہ sewer کا، drainage کا، آپ کا future میں کیا plan ہے؟ آپ کیسے اس کو address کرنا چاہ رہے ہیں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ بنیادی طور پر۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ وقت لے لیں ہم اس کو pend کر دیتے ہیں۔ آپ comprehensive reply کے ساتھ ہمیں آگاہ کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! میں عرض کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: The reason why I have put this for today یہ آج کے ایجنڈے پر میں لے کر آیا ہوں۔ یہ تحریک التوائے کار کل move ہوئی ہے، اس میں جنرل ہسپتال کے عقب کی کسی گلی کی کہانی ہے۔ یہ جنرل ہسپتال کے عقب کی گلی کی کہانی، ہر شہر کی ہے may it be Sohawa, may it be Dina, may it be Kasur or may it be Khanpur یہ

آپ کہیں کا بھی نام لے لیں۔ سوال یہ ہے نمبر 1 کیا آپ آج اس پر پوری طرح سے بات کرنا چاہتے ہیں یا آپ کو اس پر وقت دے دیں؟ آپ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور لوکل گورنمنٹ دونوں کے جو سیوریج کے متعلق ابھی تک graveyards بن چکے ہوئے ہیں، پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے جو schemes بنائی ہیں اُن کو چلانے والا کوئی نہیں ہے، اُن کو O&M کوئی نہیں ہے یہ ابھی آپ کے سامنے 67 schemes کی بات کی جا رہی ہے۔ This is a burning issue of Punjab. This is very important آپ اس پر municipal services دے پائیں گے یا آپ taxes لگانا چاہتے ہیں، آپ fully comprehensive آکر بات کریں اگر آپ اس کو pend کروانا چاہتے ہیں تو میں اس کو pend کر دیتا ہوں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں بات کر لوں۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: Rana Sahib has the floor.

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! اس کا حل یہ ہے، یہ جو پبلک ہیلتھ کا محکمہ ہے یہ جیسے پہلے کام کرتا تھا اُس کے بعد درمیان میں پتا نہیں کس طرح سے اس کو لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے سپرد کر دیا گیا، لوکل گورنمنٹ کی جتنی بھی سکیمیں ہیں، یہ مکمل طور پر جو سیوریج کا سسٹم ہے اس کی اتنی زیادہ خرابی ہو چکی ہے کہ وہ کسی سے سنبھالی نہیں جا رہی۔ آپ مہربانی فرمائیں کہ اس پبلک ہیلتھ کے محکمہ کو جو ہماری تمام سکیمیں ہیں یہ پبلک ہیلتھ کے حوالے کر دیں تو پھر ہمیں بچت آ سکتی ہے ورنہ تمام سکیمیں بند ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ذیشان صاحب! اس مسئلے کو اگر میں پورے ہاؤس سے کسی بھی ممبر کو کہہ دوں either from this side or from this side even میں منسٹر صاحبان سے کہہ دوں۔ یہ معاملہ سب کا اتنا پیچیدہ ہے اور اس میں اتنی seriousness ہے کہ آپ کے پاس پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی پنجاب میں ہزاروں کی تعداد میں schemes ہوں گی میں نمبر نہیں دے سکتا اگر تو وہ schemes کی maintenance آپ نے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے پاس نہیں رکھی ہوئی اور آپ

نے اُن کی ownershipلوکل گورنمنٹ کو نہیں دی ہوئی یہ تو graveyard of development schemesبن جائیں گے تو اس تباہی کا ہم متحمل نہیں ہو سکتے۔ we are in a situation جہاں پر اس کو arrestکرنا بہت ضروری ہے۔ میں آپ کو suggestکروں گا آپ اس پر fully comprehensiveتیاری کر کے آئیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیتے ہیں تو میرے پاس آج کچھ detailہے۔

جناب سپیکر: جی، please۔

جنرل ہسپتال سے ملحقہ عوامی کالونی کی سڑکیں اور سیوریج سسٹم بدحالی کا شکار (۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے بالکل جس مسئلہ کی طرف نشاندہی فرمائی ہے یہ معاملہ بالکل اسی طرح سے ہے۔ میں اس کو دو departmentsکی آپس میں جو اُن کی domainہے اُس سلسلے میں یہ کچھ issuesہیں۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ اس کی کہانی اگر 2001 سے شروع کریں 2001 سے پہلے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، یہ ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کا پارٹ تھا کوئی بھی سکیم اگر وہ بناتے تھے اُس کی O&M costاُن کے ذمہ ہوتی تھی وہ اُس کو چلاتے تھے اُس کی maintenanceکرتے تھے 2001 میں جب لوکل گورنمنٹ کا ایک ordinanceلایا گیا اُس میں پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو ختم کر دیا گیا۔ 2004-05 میں اُس وقت کی حکومت نے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو reviveکیا جب reviveکیا گیا تو اس میں انہوں نے اس کے اندر O&Mکی costشامل ہی نہیں کی یعنی اُس کو صرف اور صرف بطور executing agencyشامل کیا اور اس issueکو addressہی نہیں کیا گیا کہ اگر ایک سکیم بنتی ہے اُس کے بعد وہ سکیم کس طرح سے چلتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے یہ ساری کہانی اس لئے رکھنا چاہ رہا ہوں کہ آپ کو پتا ہو اور ایوان کو بھی پتا ہو کہ actually مدعا کیا ہے، مسئلہ کیا ہے تاکہ اُس کے حل کی طرف جایا جا سکے۔ میں آپ کو figure wise تھوڑی سی چیز بتانا چاہتا ہوں کہ 2008 سے onwards میں نے

ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ سے کچھ figuresلی ہیں اب صرف اور صرف جو water supply schemes, sewerageاورdrainage schemesاگر ہم صرف ان کے ہی ڈیٹا کو لے لیں تو 2008سے 2023تکurban water supply schemes تقریباً342 کی گئیں اور rural water supply schemes 2100کے قریب کی گئیں ہیں ۔ اسی طرح سے urban sewerageاورdrainage schemesکی تعداد989ہیں، rural sewerage drainage schemesکی تعداد4591ہیں۔

جناب سپیکر! گزارش ہے کہ جہاں جہاں توurban schemesموجود تھیں اُن کو مکمل کرنے کے بعد ایکunderstandingکی گئی اس کے لئےwrittenکہیں پر کوئی چیز موجود نہیں ہے کہ ان کو لوکل گورنمنٹ جو بھی وہاں موجود تھیں اُس کے حوالے کر دیا گیا، جو بھیMunicipal Committees تھیں اُس کے حوالے کر دیا جاتا تھا، پھرMunicipal Committeesاس کو چلاتی تھیں۔ اُس میں بھیissuesہیں، اس کے حوالے سے بھی میں آپ کو بتاتا جاؤں گا کہ اس میں کتنی ایسیschemesہیں جو ابھی تک لوکل گورنمنٹ کے handoverہی نہیں کی گئیں اور جو rural schemes تھیں اُنschemesکے حوالے سے یہ ہے کہ وہ کسی کےhandoverنہیں کی جاتی تھیں ایکofficerجیسے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کا community development officer کہا جاتا وہ اس کوcommunity based organizationکے حوالے کرتا تھا جو15سے 20 بندوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ اب جہاں توsewerageاورdrainage schemeہیں اُس کی تو نسبتاًO&M costکےwater supply schemesکم ہوتی ہے۔ جو واٹر سپلائی سکیمیں ہیں ان کیO & M costزیادہ ہوتی ہے ان کے یوٹیلٹی بلز ہوتے ہیں۔ میں آپ کو بتاتا جاؤں کہ rural areasمیں2100سکیموں میں سے700 سکیمیں بند پڑی ہیں۔ میں نے پہلے بھی عرض کی ہے کہ جو سکیمیں لوکل گورنمنٹ کو ابھی تکhandoverنہیں کی گئیں ان کا اگر میں آپ کو ریکارڈ بتاؤں تو اس کےtwo zonesہوتے ہیں، پہلاsouth zoneہے جس میں فیصل آباد، ساہیوال، ملتان، ڈی جی خان اور بہاولپور ڈویژن شامل ہیں تو اسzoneمیں ابھی تک جو schemes handover نہیں کی جاسکیں ان کی تعداد34ہے جن میں سے33 سکیمیں2018کے بعد کی ہیں۔ اسی طرح سے دوسراnorth zoneہے جس میںremaining divisionsہیں اسzoneمیں بھی18 سکیمیں

ایسی ہیں جو ابھی تک handover نہیں کی جاسکیں۔ اس کی بنیادی وجہ کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب یہ سکیمیں بنائی جاتی ہیں تو اس کے بعد یہ لوکل گورنمنٹ کے پاس جاتی ہیں تو محکمہ لوکل گورنمنٹ پہلے اس کے ڈیزائن پر اعتراضات اٹھاتا ہے اور محکمہ لوکل گورنمنٹ کئی مرتبہ ایک ایک سال یا ڈیڑھ ڈیڑھ سال تک سکیمیں ان کے handover ہی نہیں کرتا اور سکیمیں پڑی پڑی بند ہو چکی ہوتی ہیں تو یہ issues آج بھی موجود ہیں اس کا حل ہم نے کرنا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس سے پہلے کہ آپ حل کی طرف جائیں ابھی آپ تشریف رکھیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو آپ نے problem identify کی ہے وہ یہ ہے کہ یہ urban and rural number of schemes thousands میں ہیں اور ان thousand number of schemes پر کسی کی ownership نہیں ہے This is what you are saying. Now, this amounts to a very serious concern اگر یہ سکیمیں جن پر اتنے ارب روپے خرچ ہو چکے ہیں اور پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے پاس ان کی O & M کا اختیار نہیں ہے، یا ان کی capacity نہیں ہے، یا اس ڈیپارٹمنٹ کے پاس یہ ability نہیں ہے، یا لوکل گورنمنٹ کے پاس ان کی ownership نہیں ہے تو who is responsible تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ (جناب ذیشان رفیق): جناب سپیکر! جن کی ownership نہیں ہیں ان کی تعداد میں نے آپ کو بتائی ہے کہ وہ 34 سکیمیں ایک ہیں اور 18 سکیمیں ایک ہیں، اب یہ جو community based organization ہے جو سکیمیں کمیونٹی کے ذمہ لگائی گئی ہیں جو بند پڑی ہیں ان کا کوئی solution نہیں ہے ان rural schemes کی تعداد تقریباً 700 ہے اس پر گورنمنٹ کی کوئی umbrella نہیں ہے، کمیونٹی خود ہی پیسے اکٹھے کرتی ہے یہ سسٹم 05-2004 میں بنایا گیا جو بغیر کسی written agreement کے ایک understanding کے ذریعے بنایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! میں آپ کو یہ suggest کروں گا کہ یہ سوال اتنی importance کا حامل ہے کہ I am going to put this question to the House اور اس پر میں باقی ساری proceedings adjourn کروں گا اس کے لئے میں time fix کروں گا رولز مجھے bound کرتے ہیں کہ اس کے لئے میں نے time fix کرنا ہے کہ دو دن کا ٹائم دینا ہے تو میں آج اس تحریک کو pend کر رہا ہوں I will keep it to next day آج ہمیں wheat issue پر بات کرنی ہے کیونکہ ہمارے معزز منسٹر صاحب یہاں بیٹھے ہیں اس پر آپ اپنی with consent of your government آپ حکومت سے یہ پوچھیں اور اس حوالے سے کوئی proposal لے کر آئیں یہ جو graveyard of sewerage, drainage schemes and water supply schemes بن گئی ہیں تو ان کی ownership کون لے گا and I am going to put this question Raheela's question is of one locality ان کی تحریک التوائے کار ایک متعلقہ جگہ کی ہے but this is a sense of the House and I will put it وقفہ سوالات کے بعد باقی بزنس کو adjourn کر کے I will open up the debate in the House کہ اس پر آپ ہمیں مفصل جواب کے ساتھ and I fix it کہ جب آخری دن ہم یہ session کی general discussion conclude کریں گے اس دن آپ آکر اس ہاؤس کو apprise کریں I am pending the motion for two days یہ کافی lengthy question ہے اس کی detail لے لیں۔ اب گورنمنٹ بزنس کو ہم کل کے دن پر لے جاتے ہیں I am going for this wheat, Minister for Food is available in the House یہ باقی آج کے بزنس کو pend کر کے کل کے دن پر لے جائیں کیونکہ پھر wheat پر بات نہیں ہو سکے گی۔ منسٹر صاحب! کل رانا شہباز صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بہت serious concern regarding wheat procurement اس وقت آپ یہاں پر تشریف فرما نہیں تھے۔ تب منسٹر ایگریکلچر ہاؤس میں آئے ان کی جو basic بات ہمیں سمجھ آئی وہ یہ تھی کہ غالباً پچھلے سال کی گندم جو پچھلی گورنمنٹ نے امپورٹ کی وہ اتنی زیادہ پڑی ہے کہ اس مرتبہ کی procurement policy aggressive ہو گی ایک تو انہوں نے یہ بات کی اور اس پر ممبرز کا concern تھا اب اس پر twenty or twenty five members spoke yesterday

اور پھر ہم نے fix کیا کہ آج کے دن پر ہم گندم کی خریداری کے متعلق آپ کی موجودگی میں بات کو شروع کریں گے if you just make your statement and then I open the House اور پھر آپ conclude کر دیں۔

بحث

گندم کی خرید پر عام بحث

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں Chair کو تھوڑا سا apprise کرنا چاہتا ہوں کہ دو تین دن پہلے اپوزیشن کی requisition پر اجلاس بلایا گیا تو اس دن یہاں پر wheat procurement پر discussion ہوئی، غالباً دونوں اطراف سے درجنوں ممبران نے debate میں حصہ لیا اور مغرب سے پہلے میں نے wind up speech کی تھی۔ میں نے ان کی بہت detailed discussion سنی اور جب میں نے اپنی wind speech up کی تھی تو میں نے ان کو بتایا تھا کہ یہ کسی صورت نہیں ہو سکتا کہ ہم کسانوں یا ان کی نمائندگی کرنے والوں دونوں اطراف میں بیٹھے ہوئے اپنے بھائیوں کو اکیلا چھوڑ دیں۔ میں گزشتہ روز کام کے سلسلے میں شہر سے باہر گیا ہوا تھا تو یہاں پر پوائنٹ آف آرڈر پر discussion start ہوئی اور پھر Chair کی طرف سے ایک آرڈر آیا اور اس پر ایک کمیٹی بنائی گئی جس کا مقصد سی ایم صاحبہ کے ساتھ میٹنگ کرنا تھا تاکہ وہ کمیٹی ہاؤس میں بیٹھے دونوں اطراف کے ممبران کی opinion apprise کرے اور اس کے بعد یہاں ہاؤس میں آ کر بتائے تو آج ہماری منسٹر صاحبہ کے ساتھ بہت detail discussion ہوئی ہے اور مجھے یہ کہا گیا ہے کہ میں ہاؤس میں جا کر بالکل straightway یہ بات کروں کہ جو ایک تاثر بلکہ میں ایک لفظ استعمال کروں کہ غلط تاثر ابھرا ہے کہ شاید گورنمنٹ reluctant ہے کہ وہ procurement نہیں کرنا چاہتی تو اس طرح کی کوئی بات نہیں ہے میں خود یہ بات on the floor of the House کر رہا ہوں یہ جو delay نظر آیا ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ weather shift ہوا ہے جیسا کہ آپ کو پتا ہے کہ اس وقت آپ end of April میں ہیں اور ابھی تک گرمی کا کوئی سین نظر نہیں آ رہا۔ مجھے یہ بھی پتا ہے کہ south side سے تھوڑی harvesting start ہوئی ہے۔ مگر میری خواہش ہو گی کہ میں نے درجنوں

دوستوں کی آراء سنی ہیں میں نے ایک لفظ استعمال کیا تھا کہ میں آپ کا colleague ہوں اور آپ میں سے ہی ہوں تو تھوڑا sweeping statement سے پرہیز کریں باقی جو بھی آپ کی proposal ہو گی میں اس کو نوٹ کروں گا اور ہماری پوری کوشش ہو گی جیسا کہ مجھے چیف منسٹر صاحبہ کی طرف سے ہدایت بھی ہے کہ من و عن اس پر عمل کیا جائے جو doable ہو گی۔ میں ایک چیز ضرور شیئر کرنا چاہتا ہوں اور میں دونوں اطراف کے بھائیوں کو update کرنا چاہتا ہوں کہ اور یہ مجھے خاص طور پر کہا گیا ہے کہ یہ جو گندم امپورٹ ہوئی ہے، فوڈ ڈیپارٹمنٹ پنجاب جس کو میں as a minister lead کر رہا ہوں یہ ان کا subject نہیں ہے یہ unfortunately ہوا، اور غلط ہوا یہ جو فیڈرل نگران حکومت تھی اس نے گندم امپورٹ کی اور جب میں نے اس کا چارج لیا تو سب سے پہلے اس کو flag کیا اور اس چیز کو سمجھا کہ خرابی کہاں پر ہے تو ابھی تک کی میری ایک personal assessment ہے کہ جو گندم امپورٹ کرنے کا decision تھا تو شاید اس وقت کے لحاظ سے وہ ٹھیک تھا مگر یہ دسمبر تک رہتا تو ہم اس پوزیشن میں نہ ہوتے جس مشکل میں آج ہم پھنسے پڑے ہیں۔ دسمبر میں جو wheat pipeline میں تھی اس نے flooding کر دی اور اس سے گندم بہت زیادہ سرپلس ہو گئی بہر حال اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ پاکستان بالخصوص پنجاب میں bumper crop ہے اور ہمیں ہر صورت میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے لئے arrangements کرنے ہیں، arrangements ہمارے موجود ہیں صرف میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے فوڈ ڈیپارٹمنٹ گزشتہ چار، چھ ماہ میں 620۔ ارب روپے کا debt دیکھا ہے۔ اگر اس کو un attended چھوڑ دیا جاتا تو آج جو میں آپ سے بات کر رہا ہوں کہ یہ debt تین چار ماہ میں یہ ٹریلین روپے کو touch کر جاتا۔ آپ میرے سے زیادہ باخبر ہیں کہ اس وقت پی آئی اے کا جو debt ہے وہ تقریباً 800 بلین روپے کے قریب ہے تو ہم نہیں چاہتے جیسا کہ میں نے پچھلی debate میں کہا تھا کہ یہاں پر خدانخواستہ کوئی نئی سٹیل مل بن جائے تو ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ پی آئی اے کی جو سٹوری ہے اس کا یہاں پر ایک اور replica بن جائے۔ یہ تمام باتیں کرنے کا مطلب صرف یہی ہے اور میں نے درجنوں دوستوں کو سنا، کل کی debate بھی مجھ تک پہنچی، میرے بھائی، میرے colleague وزیر زراعت یہاں پر موجود تھے میں سفر میں تھا انہوں نے مجھے ساری چیز بتائی اور پھر آپ کی طرف سے بھی مجھے ہدایت ملی۔ میری سوچ یہ ہے کہ میں یہاں

پر بیٹھ جاتا ہوں اور معزز ممبران اپنی proposals دیں۔ دو دن پہلے بھی ان کی بات سنی، کل وزیر زراعت نے یہاں پر ان کی بات سنی میں آج بھی یہاں بیٹھتا ہوں جو بھی بات کرنا چاہتے ہیں جو بھی doable proposal دینا چاہتے ہیں وہ دیں اور اس کے بعد میں اسے wind up کرتے ہوئے بتا دوں گا لیکن اس سوچ سے باہر نکلیں کہ خدانخواستہ حکومت کسان کو unattended چھوڑ رہی ہے۔ قطعی ایسی کوئی بات نہیں ہے میں بالکل latest آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ کی ہی ہدایت پر ہمارے چار پانچ وزیر گئے تھے اور ہماری بڑی detail discussion ہوئی ہے کسی صورت میں بھی ہم کسان کو unattended نہیں چھوڑیں گے۔ ہاں وزیر اعلیٰ صاحبہ نے ایک چیز مجھے ضرور کہی ہے کہ میں ہاؤس میں apprise کروں کہ ہم نے اس کسان کو entertain کرنا ہے جو چھوٹا grower ہے۔ اگر اس کے لئے ان کے پاس proposals ہیں تو بتا دیں، میں تو کم عقل انسان ہوں مجھے اتنا پتا نہیں ہے لیکن میں آپ سے سننا چاہتا ہوں آپ سے سیکھنا چاہتا ہوں کہ مجھے بتائیں کہ چھوٹے grower تک کیسے پہنچا جائے۔ میں یہ بات بھی کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر middle man کے حوالے سے سٹیٹمنٹ آتی ہے۔ میں آپ کے پاس بیٹھا ہوں اور یہ debate بھی اسی لئے ہے، مجھ پر تنقید کرنی ہے تو سو دفعہ کریں، میں یہاں بیٹھا ہوں، ہاؤس کا حصہ ہوں، جو لوگ اس طرف بیٹھے ہیں اگر وہ بیس پچیس سال سے آ رہے ہیں تو میرا بھی یہاں پر ایک دوسرے کو دیکھتے اور سنتے ہوئے decades گزر گیا ہے مگر کوئی productive بات کریں مجھے بتائیں کہ یہ ہماری proposal ہے اور اس پر عمل کریں تو آئیں میرے ساتھ بیٹھیں میں بیٹھنے کے لئے تیار ہوں۔ میں آخری بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو گندم import ہوئی وہ فیڈرل گورنمنٹ کا سبجیکٹ تھا اور فیڈرل گورنمنٹ نے ہی import کی اس پر دونوں طرف سے کمیٹی constitute ہونی چاہئے میں خود بھی اس میں اپنی input دینا چاہتا ہوں اس لئے مجھے بھی اس کا part بنایا جائے۔ کل بھی میرے colleague وزیر نے یہاں پر اپنی recommendation دی اور میری بھی یہی request ہے کہ بالکل دونوں طرف سے کمیٹی constitute کریں اور کمیٹی دیکھے کہ کہاں پر خرابی ہوئی اور یہ over doing کیوں ہوئی؟ اس کی flooding کیوں کی گئی؟ اب میں اپنی بات کو conclude کرتا ہوں کہ ہم بالکل کسان کے ساتھ کھڑے ہیں اور کسی صورت بھی اس کا استحصال نہیں ہونے

دیں گے مگر کوئی doable بتائیں کہ ہم چھوٹے grower تک کس طرح پہنچ جائیں اور اس کی محنت کا معاوضہ دے سکیں۔ بہت شکریہ

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایک سیکنڈ تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب! بہت شکریہ آپ نے جو بات کی ہے I really appreciate it آپ نے مسئلے کے حل کی بات کی ہے۔ کل ہماری یہ just تھی کہ eventually کسان at loss نہیں ہونا چاہئے so to save the formers from loss honorable minister is inviting a serious discussion, let's say میں آپ کا تھوڑا سا وقت لوں گا کہ اگر آپ جو تجاویز بنا دیتے ہیں اور آپ جو کمیٹی constitute کر دیں گے I assure you I will get those suggestions implemented as a part of the policy, this I assure آپ اس debate کو because it is about the farmer it is about grower of the bread of our country آپ اس کو اس نظر سے لیں اور اس پر اپنی وہ مثبت تجاویز دیں جو آپ سمجھتے ہیں کہ پالیسی کا حصہ ہونی چاہئیں۔ کل مجھے بڑا اچھا لگا that was very heartening to see, that even people from the treasury benches spoke what they didn't like انہوں نے کھل کر بات کی اور یہ بڑی اچھی بات ہے۔ تنقید برائے تنقید سے آگے نکل کر مثبت تجاویز کی طرف جن کے ساتھ ہم ایک بہتر پالیسی formulate کر لیں اور یہ آپ کے ہاؤس کا استحقاق ہے Though, it is the government who has to give the procurement policy but this House can always through their able suggestions guides them and I am seeking that guidance to be given to the minister. جی رانا صاحب!

جناب شہباز احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج منسٹر صاحب نے کہا کہ ساؤتھ میں کٹائی شروع ہو گئی ہے حالانکہ آج تو سنٹرل پنجاب میں بھی کٹائی شروع ہے۔ انہوں نے موسمی حالات کی بات کی، موسمی حالات تبدیل ہوتے رہتے ہیں، بارش آتی ہے لیکن اب زمیندار کے پاس کوئی سٹور نہیں ہے وہ کٹی ہوئی گندم کو کھیتوں میں کیسے رکھیں۔ منسٹر صاحب آج کہہ رہے

ہیں کہ ہمیں کوئی حل بتائیں دیکھیں حکومت پنجاب ستر سال سے یہ گندم خریدتی آ رہی ہے اس دفعہ بھی ان کو گندم خریدنی چاہئے۔ منسٹر صاحب بات کر رہے تھے کہ نگران وفاقی گورنمنٹ نے گندمimport کرنے کی اجازت دی۔ نگران گورنمنٹ کے جو وزیراعظم تھے اس کو آپ نے ہی سینیٹر بنایا ہے وہ آپ کی پارٹی سے سینیٹر بنے ہیں۔نگران گورنمنٹ نے 22 لاکھ میٹرک ٹن گندم import کرنے کی اجازت دی تھی تو یہ 35 لاکھ میٹرک ٹن کیسے import ہو گئی۔اس پر بالکل دونوں اطراف سے کمیٹی بنائیں اور اس کے حل کے لئے بھی کمیٹی بنی چاہئے لیکن اگر آپ آج اس کی کمیٹی بنائیں گے اور یہ کمیٹی کمیٹی چلے گا تو کسان سے فصل کیسے خریدی جائے گی۔حکومت نے ہی 3900 روپے فی من ریٹ رکھا ہے یہ پرائیویٹ لوگوں کا ریٹ نہیں ہے، انہوں نے نہ ریٹ مقرر کیا ہے اور نہ ہی انہوں نے گندم لینی ہے۔حکومت نے پچھلے سال بھی 3900 روپے فی من ریٹ رکھا تھا تو زمینداران نے گورنمنٹ کے behalf پر گندم کاشت کی تھی۔ آج وہ اپنی گندم اٹھائے پھر رہے ہیں لیکن لینے والا کوئی نہیں ہے۔ اگر آج وزیر صاحب کہیں کہ آپ تنقید نہ کریں اور اچھی باتیں کریں اور اس کا حل بتائیں کہ ہم چھوٹے کاشتکار کو کیسے cater کریں گے۔انہوں نے چھ ایکڑ کی پالیسی بتائی ہے پھر یہ بتا دیں کہ کوئی زمیندار چھ ایکڑ سے زیادہ گندم کاشت نہ کرے کیونکہ یہ پالیسی تو حکومت نے بنائی ہے اور 3900 روپے فی من ریٹ دیا ہے۔اب منسٹر صاحب اس کے حل کے بارے میں بات کر رہے ہیں اس کا یہی حل ہے کہ حکومت کو فوری طور پر گندم کی خریداری شروع کرنی چاہئے۔پہلے انہوں نے کہا تھا کہ ہم بنکوں کے ساتھ میٹنگز کر رہے ہیں اور آج میں 12 بنکوں کے ساتھ ملا۔ یہ جو بنکوں کے ساتھ میٹنگز کر رہے ہیں انہیں فوری ختم کریں چونکہ جو باہر سے گندم آئی ہے وہ پرائیویٹ لوگوں نے منگوائی ہے اس لئے یہ حکومت پنجاب کی سردرد نہیں ہے۔ جو گندم باہر سے آئی ہوئی ہے اس کے لئے وفاق جانے اور اس کا کام جانے لیکن ہم تو حکومت پنجاب سے کہہ رہے ہیں کہ ہماری حکومت ہماری گندم خریدے، ہمارے کسان کی گندم خریدے، ہمارے زمیندار کی گندم خریدے۔ اگر سندھ کی بات کریں تو وہاں پر ریٹ بھی 4200 روپے فی من ہے ادھر 3900 روپے فی من ریٹ نہیں ہے۔ اس لئے ہم سندھ کی بات نہیں کر رہے بلکہ پنجاب کی بات کر رہے ہیں۔ اگر 70 سال سے حکومت گندم خریدتی آئی ہے تو آج انہیں کیا مسئلہ بن گیا ہے۔پہلے انہوں نے کہا تھا کہ ہم وزیر اعلیٰ سے بات کریں گے اور بات

کمیٹی میں لائیں گے اور اس کے لئے آج کا پورا دن رکھا گیا۔ آج صبح 11:00 بجے سے اجلاس شروع ہوا ہے اور اب 4:45 ہو گئے ہیں اسی بات کا انتظار تھا کہ انہیں آج گندم خریدنے کی approval مل جائے گی اگر آج گندم خریدنے کی approval نہیں ملتی، بنکوں والے کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں، ڈی سی اور اے سی صاحبان لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ اس گورنمنٹ کا گندم خریدنے کا پروگرام ہی نہیں ہے اور آپ ایسے ہی ہمیں تنگ کر رہے ہیں اور ہمارے ٹیلی فون کے بل بڑھ رہے ہیں۔ اگر گورنمنٹ کے افسران نے اسی طرح عوام کو، کسان کو ذلیل کرنا ہے تو اس گندم کے بحران میں کسان کہاں جائے گا؟ اگر آپ تنظیموں کی بات دیکھیں تو آج بھی دنیا ٹی وی پر آ رہا تھا کہ کسانوں کی تمام تنظیمیں سراپا احتجاج ہیں۔ جنہوں نے 16000 روپے میں ڈی اے پی لی ہے، جنہوں نے 8000 روپے میں یوریا لیا ہے وہ کیسے afford کریں گے۔ ہمارے پاس تو پیسے نہیں ہیں اگر انہیں بنک پیسے نہیں دیتا تو جہاں پر یہ solution کی بات کر رہے ہیں ہمارے پاس تو اگلی فصل کاشت کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ زمیندار نے یہ گندم بیچ کر مونجی کاشت کرنی ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی solution نہیں ہے تو زمیندار اس بات پر تیار ہیں کہ گورنمنٹ 3900 روپے فی من میں ہماری ساری گندم خرید لے اگر ان کے پاس پیسے نہیں ہیں تو ہمیں فصل کی کاشت اور باقی اخراجات کے لئے ہر مہینے 30/20 فیصد پیسے دیتے رہیں تاکہ ہماری اگلی فصل کاشت ہو جائے، ہمارے بچوں کی روزی کا مسئلہ بھی حل ہو جائے ہم ان کے سکولوں کی فیسیں بھی دے دیں اور بجلی کے بل بھی دے دیں۔ اگر اس کے solution کی طرف آنا ہے تو ہم ان کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہیں۔ یہ کسان کو ہر مہینے کے حساب سے پیسے دے دیں۔ منسٹر صاحب نے پہلی تقریر میں کہا تھا کہ پنجاب اتنے mark up کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ جو بنک آف پنجاب سے قرض لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ چاہوں گا کہ منسٹر صاحب mark up کی بات کر رہے تھے کہ حکومت اتنے mark up کی متحمل نہیں ہو سکتی حالانکہ کسان ہی mark up دیتا ہے۔ بنک آف پنجاب 6 فیصد mark up پر گندم خریدنے کے لئے پیسے دیتا ہے۔ اگر دیکھیں تو ایک کروڑ روپے کی 2500 من گندم بنتی ہے اگر اس پر چھ فیصد کے حساب سے mark up لگائیں تو 240 روپے فی من mark up پڑتا ہے۔ اگر 3900 روپے پر 240 روپے لگا لیں تو یہ 4140 روپے بن جائیں گے لیکن جب یہ فلور ملز کو

دیتے ہیں تو4600روپے فی من کے حساب سے دیتے ہیں اور وہ مارک اَپ بھی کسان پر پڑتا ہے۔ کسان ڈی اے پی اور یوریا کھاد پر ٹیکس دے رہا ہے۔ بجلی پر جو ٹیکس ہے وہ بھی کسان دے رہا ہے۔ اسی طرح ڈیزل پر جو ٹیکس لگتا ہے وہ بھی کسان دے رہا ہے۔ ہم تو ہر طریقے سے حکومت کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن وزیر صاحب ہمیں اس کے لئے کوئی طریق کار بتا دیں۔ جس زمیندار نے سو ایکڑ گندم کاشت کی ہے اور اس سے حکومت صرف چھ ایکڑ کی فصل خریدے گی تو پھر کسان اپنی باقی گندم کہاں فروخت کرے گا؟ حکومت کسان کے لئے کوئی پالیسی بنا دے کہ آپ نے اگلے سال چھ ایکڑ سے زیادہ گندم کاشت نہیں کرنی اور باقی زمین پر آپ نے کینولا لگانا ہے یا مکئی کاشت کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جناب شہباز احمد! آپ کے ساتھی بریگیڈیئر مشتاق احمد بڑی شدت سے بات کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ آپ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ یہ ایک بڑا positive gesture ہے۔ حکومت کی چھ ایکڑ کے حساب سے Procurement Policy آپ کے علم میں ہے اور میرے علم میں بھی ہے۔ اب وہ exact اس farmer تک کیسے reach کر رہی ہے یہ بات بحث طلب ہے اور اس پر آپ بات کر سکتے ہیں۔ Government is open and inviting it. Minister has made the statement on the floor کہ ہم کسانوں کی problems کو resolve کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کی بات میں وزن ہے۔ آپ کہہ رہے ہیں اگر حکومت کسانوں کو by giving some package facilitate کر سکتی ہے تو ضرور کرے۔ اگر کچھ وجوہات کی وجہ سے مکمل طور پر گندم کی procurement نہیں ہو سکتی تو کسان کو دوسرے طریقے سے facilitate کیا جا سکتا ہے۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس وقت گوداموں میں a large quantum of wheat پڑی ہوئی ہے یعنی silos and storage کا issue ہے۔ آپ اس گندم کو خرید کر کہاں پر رکھیں گے؟ اس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ .but still this does not help the farmers سوال کسانوں کی مدد کرنے کا ہے۔ آپ نے ایک بڑی معتبر بات کی ہے کہ کسانوں کی مدد کرنے کے لئے کوئی ماہانہ رقم مقرر ہو جائے اور وہ انہیں بلا سود دے دی جائے۔ آپ کی طرف سے یہ ایک بڑی pertinent بات آئی ہے۔ وزیر محترم قابل عمل تجاویز کو note کریں اور اس پر عملدرآمد کرنے کی یقین دہانی کروائیں تو میں اس کو appreciate کروں گا لیکن اگر حکومت پہلے ہی اس پر کام کر رہی ہے تو آپ ہاؤس کو as a policy statement apprise کریں۔ یہ بات ختم ہونی چاہئے۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ مزید بات کروں گا۔ حکومت کے پاس گندم store کرنے کے لئے بہت جگہ ہے۔ گندم کی جتنی بھی خریداری ہوتی ہے اس کی گنجیاں لگتی ہیں۔ یہ گندم کی گنجیاں لگا کر اس کے اوپر ترپال ڈال دیتے ہیں۔ حکومت پہلے چالیس لاکھ میٹرک ٹن گندم خریدتی تھی تو اس کو ذخیرہ کرنے کے لئے ان کے پاس گودام نہیں تھے۔ ان کے پاس گوداموں میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ پانچ لاکھ میٹرک ٹن کی گنجائش ہو گی باقی 35 لاکھ میٹرک ٹن گندم یہ باہر گنجیوں میں سٹور کرتے ہیں۔ حکومت کے پاس گندم کو سٹور کرنے کی سہولت موجود ہے اور حکومت کو اس حوالے سے کوئی دُشواری نہیں ہے۔

جناب سپیکر! گندم کی خریداری کے حوالے سے حکومت کی طرف سے جو موجودہ پالیسی آئی ہے اس کی وجہ سے کئی پٹواری حضرات اور محکمہ خوراک کے افسران و اہلکار یا ان کے کارندے مختلف طریقے ڈھونڈ رہے ہیں کہ 36,36 / 35,35 بوریوں کے bills کیسے بنانے ہیں۔ اگر گندم کی خریداری کے حوالے سے حکومتی پالیسی واضح ہو جائے، اس میں ابہام ختم ہو جائے اور لوگوں کو حکومتی پالیسی کا پتا لگ جائے تو پھر یہ بلیک میل مافیا جو مختلف علاقوں سے -/2800 روپے فی من کے حساب سے گندم خرید رہا ہے وہ نہیں خرید سکے گا۔ میں آپ سے یہ بھی گزارش کروں گا کہ اگر حکومت گندم کی خریداری کے حوالے سے پالیسی دینے میں مزید تین یا چار دن تاخیر کرے گی تو پھر کسان اپنی گندم -/2800 روپے فی من کے حساب سے فروخت کر دیں گے اور لوگوں کا حکومت پر اعتبار اُٹھ جائے گا۔ حکومت صرف -/3900 روپے فی من کا rate بتاتی ہے لیکن کسانوں سے اس rate پر گندم خریدی نہیں جاتی۔ اس سے پہلے کپاس کی فصل کے حوالے سے یہی کچھ ہوا ہے۔ نگران حکومت نے -/8500 روپے کپاس کی support price مقرر کی تھی لیکن اس rate پر حکومت کپاس نہیں خرید سکی۔ اب بھی ایسے ہی حالات ہو چکے ہیں۔ حکومت کو چاہئے کہ فوری طور پر کمیٹی بنائے اور یہ کمیٹی آج یا کل اس بابت میٹنگ کر کے کوئی حتمی فیصلہ کرے۔ پچھلے سال 4۔اپریل سے خریداری شروع ہو گئی تھی۔ آج اپریل ختم ہو رہا ہے اور مئی کا مہینہ شروع ہونے والا ہے لیکن حکومت کی طرف سے ابھی تک خریداری شروع نہیں ہو سکی اور نہ ہی کسی کو باردانہ دیا گیا ہے تو میری گزارش ہو گی کہ کسان کا خیال کریں۔

جناب سپیکر: جی، بریگیڈیئر مشتاق احمد صاحب!

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! Thank you very much for giving me the opportunity. مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ کیا یہی طریق کار ہوتا ہے کہ جس سے governments run ہوتی ہیں؟ پچھلی دفعہ بھی I made a very harsh remarks اور لوگوں نے میرے اوپر criticize کیا تھا۔ چار دن پہلے وزیر خوراک صاحب یہاں پر بہت clarity and convection کے ساتھ بات کر رہے تھے اور انہوں نے کہا کہ یہ ہماری planned policy ہے کہ ہم فی ایکڑ کے حساب سے کسان کو چھ بوریاں دیں گے۔ اس کے علاوہ انہوں نے کچھ اور بھی comments دیئے تھے جن پر کل ہم نے سیر حاصل گفتگو کی ہے اور میں ان کو repeat نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر! کل اس حوالے سے یہ بات ہوئی تھی کہ محترمہ چیف منسٹر صاحبہ کے ساتھ میٹنگ ہو گی، concrete steps لئے جائیں گے اور ایک جامع پالیسی دی جائے گی۔ اب مجھے ایسے لگ رہا ہے کہ کل جو ساری گفتگو ہوئی وہ wastage تھی۔۔۔

جناب سپیکر: بریگیڈیئر مشتاق احمد صاحب! آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں اور میری بات سُنیں۔ دیکھیں، حکومت کی ایک Procurement Policy ہے۔ اس حوالے سے وزیر خوراک ایوان میں statement دے چکے ہیں۔ اس کے بعد ہاؤس میں گندم کی خریداری کے حوالے سے بہت سے معزز ممبران کی طرف سے points raise کئے گئے اور اس نے اس کی سنجیدگی میں اضافہ کیا۔ ہاؤس کے دونوں طرف کے معزز ممبران کی ایک ہی رائے تھی۔۔۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر: جی، مشتاق احمد صاحب! آپ تفصیل سے بات کریں لیکن آپ کی practice میں seriousness of things ہے اور seriousness of things یہ ہے کہ آپ ایک ایسی commodity ایک ایسے طبقے سے لینا چاہ رہے ہیں جس کے متعلق میری رائے یہ بھی ہے کہ وہ پِسا ہوا طبقہ ہے اور جن صاحب کے پاس in capacity of metric tons in thousands imported پڑی ہوئی ہے اور پھر آپ کی اپنی crop آ گئی ہے۔ حکومت کو all of us in the House ہم force کر رہے ہیں کہ آپ کسان سے گندم خریدیں اور ہم حکومت کو ایک

medieval time میں force کر رہے ہیں جب کہ crop کی beginning کا ٹائم نکل گیا ہے اور end crop بالکل تیار کھڑی ہے اور درمیان میں جو وقت ہے اُس میں ہم نے کہا ہے کہ آپ کسان تک لازمی پہنچیں یہ gist of the House ہے۔ حکومت 6 ایکڑ کی Procurement Policy واضح کر چکی ہے کہ اس پر ہم اتنے bags دیں گے تا کہ بالکل پسے ہوئے کسان کو ہم left alone نہ چھوڑیں اور اس میں حکومت آپ سے یہ کہہ رہی ہے کہ آپ اپنی pertinent suggestions دیں۔ ایک تو یہ بات ہے کہ آپ حکومت کی اس پالیسی پر تنقید کریں کہ 6 ایکڑ کا فیصلہ ٹھیک نہیں ہے یہ آپ کا حق ہے لہٰذا آپ اس پر بے تحاشا تنقید کریں۔ کل میں نے آپ کو ایک لمحے کے لئے نہیں روکا آپ حکومت کو بالکل grill کریں، dot it یہ آپ کا right ہے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ لوگوں کا دیہاتی حلقہ ہے یا آپ کا شہری حلقہ ہے، آپ کے پاس لوگ آتے ہیں اور آپ کے پاس باردانہ کی complaints آتی ہیں، You have to address the problems of your constituent that is primary and the foremost. اور آپ کے بارانی علاقے کے growers اس وقت بڑی تکلیف میں ہوں گے تو میرا یہ ماننا ہے کہ آپ کے پاس اس session کا فائدہ ہے And you know this is a special session. ہم نے اپنی routine کی proceedings کو روک کر یہ special session شروع کیا ہے۔ آپ کے پاس کوئی ایسی حل طلب تجاویز ہیں تو وہ ضرور دیجئے گا باقی آپ کا حق ہے آپ جو بھی کہنا چاہیں۔

جناب مشتاق احمد: جناب سپیکر! So kind of you! میں آپ کو to be very honest, very candidly I will appreciate your skill to rescue the government and you have done it again today. Thank you very much sir. آپ نے جو بات کی ہے کل سارا دن اس ایوان میں بحث ہوئی تھی معزز ممبران کی طرف سے بہت clear suggestions آئی تھی اور آپ کی direction کی base پر وہ ساری discussion ہوئی تھی کہ 3 معزز ممبران پر کمیٹی بنے وہ کمیٹی وزیر اعلیٰ صاحبہ سے ملے اور واپس اس ایوان میں آ کر clear بتائے کہ How to rescue and how to give the relief to the farmer. آج رات گزارنے کے بعد وزیر خوراک صاحب یہ کہہ رہے ہیں and you are supporting this stance. کہ آج ہم بتائیں کہ یہ پالیسی کیا ہونی ہے؟ کل ہم نے اس کے اوپر سارا دن لگایا۔ کل

پورے دن کی discussion کے بعد 6 bag per acre acceptable نہیں ہے اور اگر یہ حکومت کو acceptable ہے تو وزیر خوراک یہاں کھڑے ہو کر کہیں کہ I stick to that, let the people and this House face each other. یہ acceptable نہیں ہے تو میں اس پر کیا بات کروں؟ میں کہوں کہ اگر 6 bag کے اوپر ہے تو let's do it یا میں اس کے اوپر کہوں گا کہ ok, right. We will sell your policy to the people of Punjab. No sir, we will not accept that. کل یہاں پر ایک بات ہوئی تھی کہ آپ 12 ایکڑ سے اوپر جائیں اور آپ 100٪ procurement کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان کے پاس finances کے مسائل ہیں تو جب farmer کی فصل کا وقت آتا ہے تو یہ finances کے مسائل اُسی وقت ہوتے ہیں۔ ایک farmer ایک من گندم 39 سو روپے کی بجائے 29 سو روپے میں بیچے اور یہاں لاہور میں 2 سو روپے کا فراک 2 ہزار روپے کا بکتا ہے اُس کی قیمت تو کبھی کسی نے نہیں پوچھی۔ جب بے چارے کسان کی بات آتی ہے تو ہمارے پاس پیسے کا مسئلہ بن جاتا ہے۔ آپ نے already اتنے loans لئے ہیں تو آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے پہلے 23 lac metric tons کی procurement کی ہے۔ میں یہاں پر صرف دو باتیں clear کر دینا چاہتا ہوں۔ procurement of 23 lac metric ton payment of اُس کی terms of reference, اُس کی کمیٹی، اُس کی is a separate issue. procurement is totally separate issue ایک ہے اور یہ action, composition separate issue. تو ان دونوں کو mix نہ کیا جائے۔ مجھے بڑی حیرانی ہو رہی ہے کہ کل ساری discussions کے بعد آج آپ کہہ رہے ہیں کہ جی آپ آج تجاویز دیں۔ We will take another four to five days than where the procurement in Punjab stands. آج وزیر خوراک یہاں پر بتاتے کہ کل آپ نے 12 ایکڑ کی procurement کی بات کی ہے میں 12 ایکڑ کی procurement نہیں کر سکتا ہوں، میں 10 ایکڑ گندم کی procurement کر سکتا ہوں۔ کل یہاں پر storage کی بات ہوئی ہے یہ کہتے ہیں ہمارے پاس storage capacity 20 million metric ton کی ہے ہم اُس کو 30 million metric ton کرتے ہیں۔ یہ حکومت کسی چیز کو commit ہی نہیں کر رہی اور کل یہاں پر ساری discussion کرنے کے بعد آج آپ نے سارے کا سارا ملبہ اس ایوان کے اوپر ڈال دیا ہے۔ میں یا یہ ایوان اس وقت آپ کو کیا

proposal دے؟ حکومت نے ہی policy میں amendment کرنی ہے I would request you sir that Minister for Food give statement of government on this issue. اُس کے بعد ہم اُس کے اوپر discussion کریں گے۔ میری تجویز یہ ہے کہ حکومت گندم کی procurement 100 فیصد کرے۔ Will they do it? It is not possible.

جناب سپیکر: Very candidly I appreciate what you have said, very candidly. آپ نے وزیر خوراک کے سامنے جو بات کی ہے Yesterday almost every member said that and I really appreciate your concern and your concern is for your farmer and that is a good think to hear it out کہ آپ اُن کی بات کر رہے ہیں جن کو اُن کا right ملنا چاہئے۔ Thank you very much جناب عامر علی شاہ!

سید عامر علی شاہ: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے گندم کی پالیسی پر بولنے کا موقع دیا۔ میں اپنے معزز بھائی کو بتاتا چلوں اور اس سے پہلے رانا صاحب نے بھی بات کی کہ کھاد کا ریٹ 18 ہزار روپے ہے میں اُن کی تھوڑی سی تصحیح کر تا چلوں کہ جب ہم نے گندم کاشت کی تھی اُس وقت محکمہ زراعت ہمیں یوریا کھاد 34 سو روپے میں لے کر دیتا تھا اور 12 ہزار 8 سو روپے میں DAP لے کر دی تھی تو یہ تھوڑی سی تصحیح کر لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ وزیر خوراک نے جو پالیسی دی ہے وہ پالیسی 97 فیصد لوگوں کے لئے دی ہے۔ میں خود بھی کاشتکار ہوں میری اپنی کاشت ہے لیکن یہ پالیسی 97 فیصد لوگوں کے لئے بنی ہے جو اکثریت میں ہیں کیونکہ اقلیت کے لئے کوئی پالیسی نہیں بنائی جاتی۔ اکثر لوگوں کی holding زمین 12 ایکڑ سے کم ہے تو حکومت نے اُن کے لئے یہ پالیسی دی ہے اور یہ پالیسی بڑے growers کے لئے نہیں ہے۔ اب میں اس مسئلے کے حل کی طرف آتا ہوں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Shah Sahib, you don't have to address them. You have to address the Chair. I am here to ask them not to do it. آپ مجھ سے بات کریں۔

سید عامر علی شاہ: .Sorry sir انہوں نے عادت بنالی ہے تو اس لئے میں نے یہ بات کی ہے۔

جناب سپیکر: .Order in the House اُن کی رائے بھی آپ نے سُننی ہے۔

سید عامر علی شاہ: جناب سپیکر! یہ پالیسی 97 فیصد لوگوں کے لئے ہے اُس میں اکثریت کی زمین holding 6 acre ہے یا 12 ایکڑ سے کم ہے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: .Sir, this is no way to be in the House

سید عامر علی شاہ: جناب سپیکر! یہ پالیسی 6 ایکڑ کے کسانوں کے لئے بنی ہے جو 97 فیصد ہیں۔ ہم لوگ IMF سے پیسے لے کر اپنے ملک کا سارا business چلا رہے ہیں تو اپنے ملک پر مزید کیوں بوجھ ڈالیں؟ اس وقت international market میں فی من گندم کا ریٹ 32 سو روپے یا اس سے تھوڑا سا کم یا زیادہ ہے۔ ابھی حکومت نے ایک چھوٹے کاشت کار کے لئے اچھی پالیسی دی ہے اور ہم بجائے اس کے کہ اُس پالیسی کی تعریف کریں ہم اُس پر تنقید کر رہے ہیں۔ اُس 6 ایکڑ زمین کے کسان کی جمع بندی ہوتی ہے اور خسرہ بھی اُنہیں کے نام پر ہوتا ہے۔ اُن کے لئے آسانی کریں کیونکہ وہاں پر اکثر کسانوں کا نام درج نہیں ہوتا۔ وہ کسی app کے ذریعے participate کر کے اپنے ناموں کے نئے اندراج کرا سکیں۔ اُس کے لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ پٹواری اور اسسٹنٹ کمشنر موقع پر جا کر کسانوں کو باردانہ دیں تا کہ چھوٹا کاشت کار جو اکثریت میں ہے اُس کو باردانہ حاصل ہو سکے اور وہ گندم کا صحیح ریٹ حاصل کر سکے۔ اگلے سال کے لئے میری تجویز ہو گی کہ جیسے ہمیں rice export کی اجازت ہے اسی طرح growers کو wheat کی export کی اجازت دی جائے تا کہ internationally گندم کا جو بھی ریٹ نکلے اُس میں ہمیں export کرنے کی اجازت ہو تا کہ ہر grower اپنی wheat export کر سکے اور اپنا منافع لے سکے۔ ہم IMF کے پیسوں سے عیاشیاں نہ کریں اور ہم حکومت کو بھی تنگ نہ کریں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شاہ جی! آپ کی مہربانی۔ تُسیں تشریف رکھو۔ ایسا نہ کریں، ایک سیکنڈ پلیز۔ I have to take one from this side now. اور اس کے بعد میرے پاس جو chit آئی پڑی ہے وہ سید ذوالفقار علی شاہ صاحب کی ہے So I have to maintain this. I have given the floor to Hafiz Sahib.

حافظ فرحت عباس: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الھم رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي۔ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي۔ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي۔ يَفْقَهُوا قَوْلِي۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ بلال یٰسین صاحب نے بڑا اچھا gesture دیا ہے۔ یہاں constructive گفتگو ہونی چاہئے۔ ہمیں تنقید برائے تنقید نہیں بلکہ تنقید برائے تعمیر اور اصلاح کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ کل جب آپ نے منسٹریل کمیٹی بنا دی تو انہوں نے اس پر فیصلہ کر کے آنا تھا۔ اس پر فیصلہ کیا ہوا ہے؟ کیا ہیڈ کانسٹیبل کی وردی پہن کر نئی TikTok بنی ہے؟ ہم نے یہاں آج کوئی بات کرنی تھی۔ پنجاب کا کسان رُل گیا ہے۔ climate change ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: حافظ صاحب! آپ پہلے میری بات سن لیں۔ Yes, there is a Ministerial Committee which is looking into the whole procurement policy and adding on to those suggestions which will be given. مجھے جو inform کیا گیا ہے کہ ایک high-powered committee is formed by the government جو اس وقت بھی review کر رہی ہے کہ کل procurement میں چھوٹے کسان سے کتنی گندم خریدی گئی ہے۔ اگر procurement میں کوئی اضافہ کرنا ہے تو The Minister is empowered for that. اگر اس میں آپ کے پاس تجاویز ہیں تو ضرور دیں۔ آپ کی تنقید جائز ہے اور یہ آپ کا حق ہے۔ آپ یہ سوال بھی اٹھائیں کہ کل آپ نے وقت لیا تھا تو آج آپ کو conclusive آنا چاہئے تھا۔ This is absolutely right but having said so میری معزز ممبر سے the issue of procurement from the farmers is for the welfare of the farmers اس بنیاد پر اتنی درخواست ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ بڑی rustic wisdom کے مالک ہیں۔ آپ سب ممبران کے پاس لوگ آتے ہیں۔ آپ کے دفاتر، ڈیروں اور گھروں پر سینکڑوں کی تعداد میں لوگ آتے ہیں۔ آپ کے پاس ground level سے input آتی ہے۔ اس کی بنیاد پر اگر آپ ان کو کوئی تجاویز دیتے ہیں جس سے policy review میں بہتری آسکتی ہے اور وہ تجاویز آپ کے پاس ہیں تو وہ ضرور دیں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر!فاضل ممبر صاحب فرمارہے تھے کہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں گندم کا32سوروپے ریٹ ہے۔یہ ریٹ32سو بھی ہو سکتا ہے،31سو بھی ہو سکتا ہے اور شاید تین ہزار بھی ہو مگر ان کی inputs کے ریٹ کو بھی چیک کریں۔ آپ کے بجلی کے یونٹ کی کیا cost ہے،DAP کی کیا cost ہے اور دیگر چیزوں کی کیا cost ہے۔ہر ملک کے اپنے لوازمات ہوتے ہیں۔اگر آپ کی input ہی مہنگی ہے تو ظاہری بات ہے کہ کسان اپنی جنس کیسے سستی دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر: اجلاس کی کارروائی کے لئے وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی کے لئے وقت آدھ گھنٹہ بڑھایا گیا۔)

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر!ابھی برآمد کرنے کی بات ہو رہی تھی۔ ہمارا ملک زرعی ملک ہے۔ہم نے پچھلے سالوں میں بھی دیکھا ہے کہ یہی غلطیاں کی گئی ہیں کہ کوئی پالیسی نہیں بنی۔منسٹر صاحب ابھی فرمارہے تھے کہ 620 بلین کا debt چل رہا ہے۔اس procurement season کے بعد ایک کمیٹی بنائی جائے اور فیصلہ کیا جائے کہ صوبہ دیوالیہ نہ ہو جائے مگر اس وقت موجودہ صورتحال یہ ہے کہ آپ کا کاشتکار مر گیا ہے اور وہ حقیقت میں مر گیا ہے۔اس کے پاس گھر میں بچوں کے کھانے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔اس کے پاس بچوں کی فیسیں دینے کے لئے پیسے نہیں ہیں اور آپ آج پالیسی بنارہے ہیں۔ابھی فاضل ممبر شاہ صاحب فرمارہے تھے کہ بارہ ایکڑ والے 97فیصد کاشتکار ہیں۔چلیں بارہ ایکڑ والے 97فیصد ہوں گے لیکن پالیسی 6ایکڑ والوں کے لئے آئی ہے۔آپ ادھر بھی دیکھیں کہ 97فیصد والوں کے لئے پالیسی نہیں آئی۔یہ ان کے بقول ہے۔مجھے نہیں معلوم کہ ایسا ہی ہے لیکن میں ایک بات کہتا ہوں کہ یہاں منسٹر صاحب بیٹھے ہیں۔آپ نے کہا ہے کہ ایک high powered committee بن گئی ہے اور وہ اس وقت بھی بیٹھ کر فیصلہ کر رہی ہے۔اس وقت بھی وہاں تعمیری گفتگو چل رہی ہے۔اس وقت بھی اس پر brainstorming چل رہی ہے۔سر!وہ کیسی high powered committee جس میں بے چارے منسٹر صاحب کو باہر نکال دیا گیا ہے۔یہ لفاظی کی حد تک ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ Nothing is more important than the House to be briefed آپ کی اس special discussion کی وجہ سے Minister Food is here

just to apprise the House and it is most important because you people are representing the people of Punjab. This represents the will of the people where you are standing. اگر یہ آپ کو apprise کر رہے ہیں with the guidance of this House, he will go back and تو اس کا مقصد یہ ہے کہ say کہ آپ کی پالیسی کے اندر یہ چیزیں ہم شامل کر رہے ہیں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ہاؤس کے دونوں اطراف میں ممبران بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں تنقید نہیں کرنا چاہتا بلکہ میں واقعی چاہتا ہوں کہ کسان کا بھلا ہو۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کیا apprise کیا ہے اور یہ کیا کر کے آئے ہیں؟ کیا انہوں نے کچھ بتایا ہے؟ انہوں نے تو کچھ بھی نہیں بتایا۔ یہ مجھے بتا دیں یا کسی نے سنا ہے یا کسی کو پتا چلا ہے تو ہمیں بھی بتا دیں شاید ہمیں سمجھ نہ آئی ہو۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ بلال یٰسین صاحب کا کام تھا کہ ان کی جو منسٹریل کمیٹی بنی تھی وہ آج کچھ نہ کچھ فیصلہ کر کے دیتی کہ ہم نے جو فیصلہ کیا ہوا ہے اس میں ہم نے یہ amendment کی ہے۔ انہوں نے کچھ کیا ہے تو ہمیں بتائیں۔ اس کے بعد discussion ہونی چاہئے۔ آپ پہلے discussion نہ کرائیں۔ انہوں نے جو brainstorming کی ہے اس پر کوئی decision نکلا ہے تو اس بارے میں بتائیں۔ اگر نہیں کیا تو پھر نشستن، گفتن اور برخاستن نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: حافظ صاحب! بالکل ٹھیک ہے۔ ان سے یہ پوچھتے ہیں۔ Lets put it this way. If I ask him to conclude it straight away then members will not be left to...

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! conclude نہیں۔ آپ میری بات دوبارہ سن لیں، مجھے شاید سمجھانے میں غلطی ہو رہی ہے یا سننے اور سمجھنے میں غلطی ہو رہی ہے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ کل سے لے کر اب تک کی جو development ہے وہ ہاؤس کے سامنے رکھیں اور اس کے بعد بات کریں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ I am in agreement. I have got almost like 40/50 people's request lying on my table and I am scrutinizing

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! انہوں نے کام کیا ہے تو بتائیں اس کے بعد آپ discussion open کریں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ I just have to take few more members میں ان ممبران کی بات کر رہا ہوں جو کل سے اس موضوع پر بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ ان کا بڑا concern بھی تھا۔ جی، ذوالفقار علی شاہ صاحب!

جناب ذوالفقار علی شاہ: جناب سپیکر! سیدھی سی بات ہے کہ اس وقت my heart goes out to minister کہ ایک طرف وہ پبلک کے نمائندے بھی ہیں اور دوسری طرف he is caught between a rock and a hard place یہ بڑا مشکل کام ہے۔ میں اسے understand کر سکتا ہوں لیکن کئی چیزیں بڑی عجیب و غریب ہیں اور سمجھ سے باہر ہیں۔ یہ جو 6 figures بوریوں یا 6 ایکڑ کی ہیں تو یہ کہاں سے آ رہی ہیں۔ یہ کون افلاطون ہے جو یہ figures دے رہا ہے۔ اگر آپ landholding کی بات کرتے ہیں تو ساڑھے بارہ ایکڑ یا اس سے کم کے کسان 70 فیصد ہیں۔ یہ actual figure ہے۔ اس کے علاوہ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جو ایک ایک یا دو دو ایکڑ کے چھوٹے کسان ہیں وہ بیچارے تو آدھی زمین پر پٹھے (چارہ) لگاتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنے جانور پالنے ہوتے ہیں۔ وہ گندم تو اتنی ہی کاشت کرتے ہیں جتنی ان کو ضرورت ہوتی ہے۔ اس وقت جن کی گندم موجود ہے ان میں چھوٹے اور بڑے کسان بھی شامل ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ایک issue آ گیا ہے۔ یہ ایک مسئلہ ہے لیکن اب سوچنا یہ ہے کہ اس مسئلے کو کیسے حل کرنا ہے۔ ہمارے کسانوں کے issues بڑے عجیب و غریب ہیں۔

جناب سپیکر! میں جب سے اس ہاؤس میں آیا ہوں میرے لئے پریشانی بن گئی ہے۔ میں نے پہلے کبھی نہیں سوچا تھا اور چپ کر کے اپنا گزارا کرتا تھا۔ میری تجویز یہ ہے کہ شوگر ملوں کے لئے قانون بنا ہوا ہے معلوم نہیں اس کا کوئی اثر ہوتا ہے۔ وہ بھی ذلیل ہوتے پھر رہے ہوتے ہیں اور ہمارا کسان CPR پکڑ کر پھر رہا ہوتا ہے۔ وہاں پر order ہے کہ گنا خریدنا ہے لیکن وہ بھی نہیں خریدا جاتا

اور زمیندار بے چارہ ویسے ہی مارا جاتا ہے۔ گندم کے حوالے سے پالیسی ہوتی ہے لیکن اس حوالے سے بھی کسان پریشان ہوتا ہے۔ آپ پالیسی بنائیں یا قانون بنائیں لیکن اثر کوئی نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں میری عرض یہ ہے کہ آپ لوگوں کو option دیں کہ اگر کوئی اپنے پاس گندم store کر سکتا ہے تو جیسے کہا گیا تھا کہ deferred payments کر لیں۔ یہ اچھی option ہے۔ آپ ان سے گندم لیں۔ کسان تو پہلے بھی CPR لے کر دو دو تین تین مہینے دھکے کھاتا ہے۔ گندم کے پیچھے بھی دھکے کھا لے گا۔ ہم دھکے کھانے کے عادی ہیں۔ We have learned that skill کہ ہم نے ذلیل وخوار کس طرح ہونا ہے۔ We will put the skill into action آپ deferred payments دے دیں جو اپنے گھر میں رکھ سکتا ہے۔ اس سے کہیں کہ آپ اپنے گھر میں گندم رکھ لے ہم دو مہینے کے بعد payment کر کے اٹھا لیں گے۔ یہ workable solutions ہیں۔ یہ ہم سے پوچھ رہے ہیں لیکن ان کے پاس سیانے لوگوں کی ایک پوری فوج ہے جو پچھلے ستر سالوں سے سوچ رہے ہیں اور پالیسیاں بنا رہے ہیں۔ اگر وہ solution نہیں دے سکتے تو ہم تو ان کے مقابلے میں جاہل ہیں ہم لاء کو جانتے ہیں نہ ہمیں پتا ہے کہ کتنے میٹرک ٹن کدھر جاتی ہے اور کدھر سے کیا آرہا ہے جو پوری فوج ہے ان کے پاس عقل مند لوگوں کی اگر وہ solution نہیں دے رہے تو ہمارا کام نہیں ہے solution دینا ہمارے پاس know how ہے نہ ہی capability ہے ہم کدھر سے ان کو solution دیں گے ہم تو بس ایک جٹکی بات کر سکتے ہیں کہ جی ٹھیک ہے deferred کرنا ہے تو deferred کر لیں کوئی ایکسپورٹ کرنی ہے ایکسپورٹ کر لیں یہاں پر پہلے ہم کتنے ہی نقصان کر چکے ہیں ہمارے ملک کے لئے نقصان کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے یہ جس ہاؤس میں ہم موجود ہیں یہ جس قیمت میں بنانا تھا اس سے 10 / 20 گنا زیادہ قیمت پر اس کو مکمل کیا ہے تو نقصان is nothing وہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے افغانستان بھجوا دیں وہ بھی ہمارا صوبہ ہی ہے کوئی اوپن پالیسی کر لیں کسی طریقے سے اس کو sort out کریں اب ہم بیچارے کدھر سے بیٹھ کر آپ کو ٹیکنیکل چیزیں بتائیں کسی طریقے سے آپ ہمارا یہ مسئلہ حل کروا دیں۔

جناب سپیکر: جی بہت شکریہ۔ جناب اعجاز شفیع صاحب!

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر!

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

ہم اس وقت صرف ٹائم ضائع کر رہے ہیں اور کاشتکار کے ساتھ ہم مذاق کر رہے ہیں آٹھ فروری سے یہ گورنمنٹ بنی ہے اور آج کے دن منسٹر صاحب کی یہ انفارمیشن ہے کہ جی ساؤتھ پنجاب میں ابھی ہارویسٹنگ شروع ہو رہی ہے میں آپ کے وساطت سے کہنا چاہتا ہوں کہ منسٹر صاحب آپ کی انفارمیشن کے لئے more than 50 percent harvesting ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: 15percent؟

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! five zero sir یہ ابھی اپنے محکمہ کو بلوائیں اور چیک کر لیں اور آج ہم گندم کے لئے پالیسی بنا رہے ہیں it is shameful for all آج ہم سے پالیسی کے بارے میں پوچھ رہے ہیں جب گندم export ہوئی تھی ان کو پتا نہیں تھا اور آج یہ کہہ رہے ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ کون ہے؟ فیڈرل گورنمنٹ بھی آپ ہی ہیں، اچھا سر وہ Caretaker Government نے import کی تو وہ Caretaker Government بھی آپ کی تھی۔ آج ہمارے ساتھ ادھر مذاق کر رہے ہیں ہمیں شرم آرہی ہے آپ کاشتکار کے ساتھ ظلم اور زیادتی کر رہے ہیں آپ اس کا معاشی قتل کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ مذاق کر رہے ہیں ایک اس کی ساری محنت پر پانی پھیر رہے ہیں اور دوسرا آج اس ہاؤس میں بیٹھ کر ہمارے ساتھ مذاق کر رہے ہیں کہ اپنی suggestions دیں سر ہم اب کیا تجویز دیں آپ پہلے کہاں سوئے ہوئے تھے آپ بھی ماشاءاللہ سر زمیندار ہیں خدا کا نام لیں اتنے معصوم نہ بنیں آج کہہ رہے ہیں کہ اعجاز صاحب دیں کیا تجویز ہے یہ چھ ایکڑ اور چھ بوریوں کی تو بات ہو گئی ہے اگلی بات بتائیں سر یہ شرمناک بات ہے میری آپ سے ریکویسٹ ہے اور آپ نے کہہ دیا کہ اچھا import پر ابھی ہم بات کرتے ہیں تو کب کریں گے؟ جب سارے زمیندار لٹ جائیں گے۔ جناب سپیکر آج میرا غریب کاشتکار 28 سو روپے من گندم دینے پر مجبور ہوا ہے کیونکہ اس نے fertilizer کے پیسے دینے ہیں اس نے ڈیزل کے پیسے دینے ہیں، اس نے اپنی بیٹی یا بیٹے کی شادی کرنی ہے وہ 2500 سے 2800 روپے فی من

گندم آپ کے جو آڑھتی، مڈل مین ہیں یا جو پٹواری ہیں اس کو بیچنے پر مجبور ہوا ہے۔ آج ہم بیٹھ کر پالیسی بنا رہے ہیں تو میری humble request ہے کہ یہ صرف پالیسی ہی نہیں ہونی چاہئے اس پر سخت ایکشن ہونا چاہئے یا یہ ساری جتنی بھی crop ہے وہ گورنمنٹ خریدے اور آج یہ اعلان کریں۔ آج ہم سے تجویز نہ لیں ہم سے تجویز لینی تھی تو فروری، مارچ میں لیتے یا سٹارٹ میں لیتے جب ابھی ہارویسٹنگ شروع نہیں ہوئی تھی۔ آج آپ ہم سے تجویز لے کر ہمارا مذاق بنا رہے ہیں اور اس ہاؤس کی بھی بے توقیری کر رہے ہیں اور اچھا اس وقت ان کو یاد نہیں تھا جب بڑے بڑے pamphlet اور تصویریں لگ رہی ہیں Tik Tok بنائی جا رہی تھی یہ سب چل رہا تھا تو غریب کاشتکار کا ان کو احساس نہیں تھا کیا یہ نئے آئے ہیں 35 سال سے اس ملک اور اس صوبہ پنجاب پر یہ مسلط ہے۔ یہ تلخ باتیں ہیں میں ان پر criticize نہیں کر رہا میں genuine باتیں کر رہا ہوں نہ ہی میں point scoring کر رہا ہوں۔ ان کو آٹھ فروری کے بعد اس پر بات کرنی چاہئے تھی آج سارا کھیت لٹ گیا ہے تو ان کو یاد آئی ہے دوسری کتنی معصومانہ بات ہے کہ ساری رات ہیر رانجھا کا قصہ چلتا رہا صبح بلال یٰسین صاحب پوچھ رہے ہیں کہ ہیر بندہ سی کے بڈھی سی اب یہ تجاویز پوچھ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تو بلال صاحب کو پتا ہے کہ خاتون ہی تھی۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! ان کو پتا ہوتا تو یہ آج تجاویز نہ مانگتے آج پالیسی announce کرتے۔ ہمارے صوبہ پنجاب میں گندم کا ریٹ 39 سو فی من ہے اور 46 سو فی من ریٹ سندھ، بلوچستان اور کے پی کا ہے جو گندم import کی گئی ہے وہ 56 سو فی من میں کی گئی ہے جو غریب کاشتکار سارا دن اور رات پہرا دیتا اور پانی لگاتا ہے رات کو سانپوں کے اوپر چل کر اس فصل کی حفاظت کرتا ہے تو اس کسان کو ہم 39 سو ریٹ دے رہے ہیں لیکن اصل میں اس کو 28 سو میں مل رہا ہے تو میری آپ سے humble request ہے یہ جو ہم ایک تماشہ کر رہے ہیں اس کو ختم کریں اور کوئی serious بات کریں۔

جناب سپیکر: جی thank you۔ جی جناب ارشد ملک آپ precise رہیں گے we are running short of time اس کے بعد منسٹر صاحب نے بھی بات کرنی ہے۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ یہ ہماری بد قسمتی ہے جس کسان کو پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی سمجھا جاتا تھا اس وقت ہم اس طبقے پر بحث کر رہے ہیں اور میں ان زمینداروں اور کسانوں کو appreciate کروں گا کہ ان کی وجہ سے آج bumper crop ہوئی ہے اور ایک وقت تھا کہ جب بندوقوں کے سائے میں اور گاڑیوں کے ٹائروں سے کچلتے ہوئے جب وہ آٹے کی بوریاں اور تھیلے تقسیم ہوا کرتے تھے اور یہ آج اس کا ثمر ہے کہ اس وقت ہمارے صوبہ پنجاب میں وافر گندم موجود ہے اور جس کے لئے اس وقت پورا ہاؤس اور پورے صوبہ پنجاب کے کسان اور زمیندار پریشان ہیں کہ اب اسے cater اور ریسکیو کیسے کرنا ہے۔ جناب سپیکر میں بہت لمبی بات نہیں کروں گا اور repetition سے بچتے ہوئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چھ ایکڑ کا جو فارمولا ہے میں بھی چونکہ زمیندار ہوں اور کسانوں کی نمائندگی کرتا ہوں اور اس علاقے سے ہوں چھ ایکڑ کا فارمولا یہ کہاں سے نازل ہوا ہمیں نہیں پتا لیکن اگر چھ ایکڑ بھی مان لیا جائے اور اس وقت اگر ہماری ایک ایکڑ کی پیداوار 50 من ہے تو پھر بھی جو فارمولا چھ بوریاں ایک ایکڑ پر ہیں وہ صرف اور صرف 3600 کلو گرام گندم لے سکتا ہے اور اس کے علاوہ 12000 کلو اس نے گندم جو پیدا کی ہے تو اس میں سے 8 ہزار کلو پھر بھی اس کے بعد بچ جاتی ہے اور انہوں نے کسانوں کو درخواستوں کے جھنجھٹ میں ڈال دیا ہے تو اس زمیندار کسان بیچارے کا IT سے کیا لینا دینا تھا اگر میں ساہیوال ڈویژن کی بات کروں تو پورے ڈویژن سے چار ہزار سے زائد درخواستیں تھیں جن میں سے چار سو کے قریب لوگوں کو eligible قرار دیا گیا جو کہ بڑی بد قسمتی ہے۔ اگر ہم دن میں پچاس بندوں کو ملتے ہیں تو ان میں سے 45 لوگ ایسے ہیں جو صرف اور صرف گندم کے زمیندار اور کسان ہیں۔ وزیر خوراک جناب بلال یٰسین صاحب میرے بڑے بھائی ہیں تو میں آپ اور منسٹر صاحب کے توسط سے اپنی حکومت کو یہ گزارش کروں گا کہ اِس وقت جو احتجاج چل رہا ہے، زمینداروں اور کسانوں کی جو آہ و بکا چل رہی ہے تو پہلے ہم hamper سے بڑی مشکل سے نکلے ہیں اور اب کہیں گندم والے معاملے میں ہماری ساری credibility ضائع نہ ہو جائے کیونکہ ہماری وزیر اعلیٰ صاحبہ کے وژن پنجاب کو ترقی یافتہ دیکھنا اور بنانا چاہتی ہیں۔ زمینداروں اور کسانوں نے راتوں کو اپنی نیندیں چھوڑ کر سانپوں کی گردنوں کے اوپر سے گزر کر اپنے بچوں کو گھروں میں چھوڑ کر سردیوں کی ٹھٹھرتی راتوں میں اس گندم کی آبیاری کی ہے تو میں آپ کے توسط اور منسٹر صاحب کے توسط سے

یہ چاہوں گا کہ کوئی کہتا ہے کہ 97 فیصد طبقے کو cater نہیں کر رہے اور کوئی کہہ رہا ہے کہ 3 فیصد طبقے کو cater نہیں کر رہے۔ ہمیشہ حکومت نے گندم خریدی ہے اور حکومت ہی اپنے شہریوں، کسانوں اور زمینداروں کو rescue کرتی ہے تو ہمیں ان چیزوں سے بالاتر ہو کر کوئی App چلا کر اور 3 فیصد میں آ کر یا 6000 میں آ کر اِس سے ہم بھاگ نہیں سکتے اور ہمیں بھاگنا بھی نہیں چاہئے کیونکہ ہمارے زمیندار اور کسان حکومت کی طرف ہی دیکھ رہے ہیں۔ اپوزیشن یا حکومت کی نہیں بلکہ ہم سب کی اور پورے صوبے کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہم نے اپنے زمیندار اور کسان جن بے چاروں نے اپنے خواب سجائے تھے، کسی نے بچوں کی شادی بیاہ کے خواب سجائے تھے، کسی نے کچھ کرنا تھا تو میری تجویز ہے کہ جس طرح گنے کا CPR والا سسٹم ہے، اگر حکومت کسانوں اور زمینداروں کو rescue کرنا چاہتی ہے اور کرنا چاہئے، ہمارے زمیندار اور کسان اس بات پر رضامند ہیں کہ وہ حکومت کو credit پر گندم دینے کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں پیسے مہینے بعد دیں، چھ مہینے بعد دے دیں، اگر دل کرے نہ دیں لیکن ہمیں آسرا تو دیں اور ہم اپنی گندم حکومت کو دینے کے لئے تیار ہیں کیونکہ 75/70 سالوں سے یہی ہوا ہے اور ہمیشہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے گندم خریدی ہے۔

جناب سپیکر! آخری بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ اگر گندم درآمد ہوئی ہے تو ہمیں پتا نہیں ہے اور آپ کو بھی نہیں پتا جو اس گندم کی درآمد کے ذمہ داران ہیں جن کی وجہ سے ہمارے گندم کے گودام بھرے پڑے ہیں، اِن کو بھی کٹہرے میں لانا چاہئے اور اِن کا بھی قلع قمع ہونا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ، ملک صاحب! جی، سردار راشد طفیل صاحب!

جناب راشد طفیل: شکریہ، جناب سپیکر! میں صرف اتنی سی گزارش کروں گا کہ جب جمعہ کی نماز قضا ہو جائے تو نماز ظہر پڑھی جاتی ہے تو یہ ٹرین آپ کے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ بہت سی باتیں سنیں اور ہم سب پنجاب کے رہنے والے ہیں اور پنجاب کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ میرے خیال میں اِسی بات پر debate سُنتے سُنتے تمام معزز ممبران کے کان پک چکے ہیں اور اِنہیں اب دوائیوں کی ضرورت ہو گی۔ کیا منسٹر صاحب نے ابھی تک اِس حوالے سے کوئی پالیسی دی ہے؟ اگر پالیسی دی ہے تو پھر اس کے بعد یہ debate ہو جبکہ یہاں پر debate پر debate ہو رہی ہے، پالیسی دی جا

رہی ہے، طریق کار بتایا جا رہا ہے جو کہ سارے کام حکومت کے ہیں اور میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ وقت نہ گُزر جائے اور یہ ٹرین نہ گُزر جائے۔ اِس کے بعد بحث ہونی چاہئے لیکن اِس سے پہلے یہاں پر منسٹر صاحب اپنی پالیسی واضح کریں کہ چھ ایکڑ کی پالیسی ہے، 12 ایکڑ کی پالیسی ہے، کس طرح ہم گندم لیں گے اور کیا ہم نے زمیندار کو مارنا ہے؟ ہم سب public کے فائدے کے لئے آئے ہوئے ہیں تو میں امید کروں گا کہ پہلے منسٹر صاحب پالیسی دیں اور پھر اِس کے بعد یہ debate ہونی چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ، راشد طفیل صاحب! جی، جعفر علی ہوچہ صاحب!

جناب جعفر علی ہوچہ: شکریہ، جناب سپیکر! سب سے پہلے ہم سب کو الحمدللہ رب العالمین پڑھنا چاہئے کہ پنجاب کے کسانوں نے وافر مقدار میں گندم پیدا کی اور اگر ہم پچھلے سال کو دیکھیں تو اُس وقت گندم کے لئے ہم بہت پریشان تھے جبکہ انتظامیہ نے پورا مہینہ گندم اکٹھی کرنے کے لئے محنت کی اور ہر حوالے سے انتظامیہ گندم کی خریداری کے لئے لگی ہوئی تھی۔ اب پنجاب کے کسان انتہائی پریشان ہیں اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ اُن تک یہ افواہ پہنچی ہے کہ اُن سے گندم نہیں لی جا رہی جبکہ مڈل مین more active ہو چکا ہے۔ اب حکومت اِس بات پر focus کر رہی ہے کہ اُس نے گندم کسانوں سے لینی ہے تو اگر لینی ہے تو پھر ایک واضح message دے دینا چاہئے کہ حکومت گندم لے گی اور جب واضح message چلا جائے تو منسٹر صاحب سے بھی میں یہ گزارش کروں گا کہ پھر اِس پر پُوری طرح سے focus کیا جائے کیونکہ at that time کٹائی ہو رہی ہے اور کسان زیادہ سے زیادہ 15 یا 20 دن کے اندر اندر گندم فروخت کر دے گا اور 15/10 دنوں میں یہ کھیل ختم ہو جائے گا لیکن اُس کسان کو بچانے کے لئے یہی طریق کار ہے کہ اُن سے حکومت گندم خریدے۔ میرے حلقہ تاندلیانوالہ کی انتظامیہ کو یہ پیغام جانا چاہئے کہ اگر کسان کا حق کسان تک نہیں پہنچتا تو پھر اِس کے ذمہ داران کے خلاف سخت سے سخت action ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! منسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ تجاویز دیں تو جب یہ 10 ایکڑ یا چھ ایکڑ پر گندم لے رہے ہیں تو ہر تحصیل میں انتظامیہ بیٹھی ہوئی ہے جبکہ ہر حلقہ میں یونین کونسل کے سیکرٹری بیٹھے ہوئے ہیں، ہر حلقہ میں پٹواری بیٹھے ہوئے ہیں اور ہر حلقہ میں قانونگو بیٹھے ہوئے ہیں تو یہاں پر تجاویز

لینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اُن تک یہ سخت پیغام جائے کہ گندم خریدنی ہے تو زمیندار اور کسان سے ہی براہ راست خریدنی ہے۔ اب یہ نہ ہو کہ آپ گندم لینے کا اعلان کریں اور کسان بے چارہ محروم رہ جائے اور باردانہ مڈل مینوں کے پاس چلا جائے۔ اب یہ ہو رہا ہے کہ پاسکو والے بھی سو فیصد لے رہے ہیں۔ حکومت کو at any cost اپنے کسان کو بچانا چاہئے جیسے یہ بات چل رہی ہے کہ میرے حلقے میں دو شوگر ملز ہیں جن میں ایک تاندلیانوالہ اور دوسری کنجوانی میں ہے اور دونوں ملز والے کسانوں کا اربوں روپے کا گنا لے کر default ہونے کے چکر میں بیٹھ گئے ہیں اور کسانوں کو پیسے بھی نہیں دے رہے یعنی پہلے تاندلیانوالہ کا کسان اِس وجہ سے مر چکا ہے کہ گنے کے پیسے اُنہیں نہیں ملے اور اس حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحبہ سے بھی بات ہوئی کہ کسانوں کے گنے کی ادائیگی نہیں مل رہی۔ جب گندم کے پیسے بھی کسانوں کو نہیں ملیں گے تو آپ ایمانداری سے بتا دیں کہ تاندلیانوالہ کے کسانوں کا کیا حشر ہو گا۔

جناب سپیکر! جتنی بھی گندم ہے یہ حکومت کو اُٹھا لینی چاہئے اور اگر حکومت at that time پیسے نہیں دے سکتی تو حکومت زمیندار اور کسان کو گندم محفوظ کرنے کے لئے کوئی جگہ دے دے کہ آپ گندم اُٹھا کر اُدھر رکھ دیں یا انتظامیہ خود یہ کام کر لے۔ زمیندار صبر کرنے والا ہے اور اگر آپ انہیں حوصلہ، تسلی اور ہمت دیں گے تو وہ چار چھ مہینے بھی انتظار کر لیں گے اور وہ گزارہ کر لیں گے لیکن اس گندم کو secure کرنا بہت ضروری ہے۔ اِس وقت کسان حکومت پنجاب کی طرف دیکھ رہا ہے لیکن اُن تک حکومت کی طرف سے کوئی message نہیں گیا اور اتنی بُری طرح یہ افواہ پھیل چکی ہے کہ حکومت گندم نہیں خریدنا چاہ رہی اور وہ اِس حوالے سے serious نہیں ہے۔

جناب سپیکر! App والی بات سو فیصد جھوٹ ہے کیونکہ فیصل آباد میں 12 ہزار درخواستیں App کے ذریعے آئی ہیں کیونکہ ان 12 ہزار درخواستوں میں سے صرف 2000 رکھی ہیں اور باقی delete کر دی ہیں۔

جناب سپیکر: جعفر صاحب! کیا فرما رہے ہیں؟

جناب جعفر علی ہوچہ: جناب سپیکر! میں یہ بتا رہا ہوں کہ جس طرح اِنہوں نے ایک App launch کی جس پر کسانوں نے درخواستیں جمع کروائیں لیکن مزے کی بات ہے کہ اس App پر کسانوں نے کم apply کیا ہے بلکہ مڈل مینوں نے زیادہ درخواستیں جمع کروائی ہیں۔ میں اس معزز ایوان میں کھڑا ہو کر جھوٹ نہیں بول رہا۔

جناب سپیکر: جی، بالکل آپ درست فرما رہے ہیں۔

جناب جعفر علی ہوچہ: جناب سپیکر! فیصل آباد ضلع سے اس App کے ذریعے 12 ہزار درخواستیں جمع ہوئیں جبکہ 16 / 15 گُنا اُنہوں نے درخواستیں اُڑا دیں اور اب صرف فیصل آباد ضلع کی درخواستیں 2000 رہ گئی ہیں جبکہ تاندلیانوالہ میں 271 درخواستیں جمع ہوئیں جن میں سے 221 بادرانے کی درخواستیں منظور ہوئی ہیں۔ اب 221 کسانوں کو باردانہ ملے گا اور ان میں سے بھی صرف چھ، چھ ایکڑ والے کسانوں کو ملے گا تو پھر باقی کسان کس طرح survive کریں گے؟ جب بھی حکومت پر گندم کے حوالے سے کوئی مشکل وقت آتا ہے تو کسان طبقہ ہی اُسے سہارا دیتا ہے۔ آپ بتائیں کہ پچھلے سال ہمارے پاس گندم نہیں تھی تو اسسٹنٹ کمشنروں نے مدرسوں کی گندم بھی اُٹھائی اور اگر کسی نے کہا کہ میرے گھر میں مسجد کی گندم رکھی ہوئی ہے تو وہ بھی نہیں چھوڑی اور وہ بھی اُٹھا کر حکومت کو دے دی گئی اور تمام لوگوں نے حکومت کو گندم دینے پر اتفاق کیا لیکن اب جبکہ گندم وافر مقدار میں ہے تو میں تجویز دیتا ہوں کہ آپ پانچ سو ارب روپے کا کسان کو مشینری کے لئے پیکج دے رہے ہیں اور دوسری طرف کسانوں سے ان کی گندم نہیں لے رہے جو کہ انتہائی نامناسب بات ہے تو اس مشینری پیکج کو pend کر دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اس پانچ سو ارب روپے مشینری پیکج کو pend کر دیں اور کسانوں کی گندم حکومت اٹھائے۔ اگر آپ کی حکومت نے اِس دفعہ کسانوں کے ساتھ زیادتی کی تو یقین جانیے کہ ہمارے صوبہ پنجاب کے کسانوں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہو گی آپ پنجاب کو متاثر نہ کریں اس وقت پنجاب آپ کی طرف دیکھ رہا ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، سردار صاحب!

قاضی احمد اکبر: جناب سپیکر! پلیز، مجھے موقع دے دیں میں نے صرف دو منٹ بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، مختصر بات کر لیں۔

قاضی احمد اکبر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں صرف دو تین باتیں کروں گا اور ہاؤس کا زیادہ ٹائم نہیں لوں گا۔ میں آپ کو یاد کروانا چاہتا ہوں کہ جب ہماری گورنمنٹ تھی تو اُس وقت COVID کا pandemic آیا اور worldwide emergency declare ہوئی اور like wise پاکستان میں بھی ایمر جنسی declare ہوئی۔ مجھے یاد ہے کہ پنجاب کا development budget بھی اُس سال روک لیا گیا تھا وہ سارا پیسا ہیلتھ کی طرف لگایا گیا تھا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت پاکستان کے economic حالات بہت خراب ہیں۔ یہ کوئی عام بات نہیں ہے، یہ آپ کسی ریڑھی والے سے پوچھ لیں یا کسی محل والے سے پوچھ لیں وہ یہی کہے گا کہ حالات بڑے خراب ہیں، economic situation بڑی خراب ہے اور گزارہ نہیں ہو رہا۔ ہم سب جو یہاں بیٹھے ہیں زمیندار کا ووٹ لے کر آئے ہیں۔ آپ ووٹوں کی گنتی کریں تو اُس میں سے بھی 70 سے 80 فیصد زمیندار کا contribution ہے۔ ہم اس بارے میں پنجاب میں ایمر جنسی کیوں نہیں declare کرتے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم سڑکوں میں سے پیسا نکالیں، گاڑی نہ چلے تو کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن بھوک مٹنی چاہئے۔ اُس غریب زمیندار کے گھر میں کھانا چاہئے جس نے روزی روٹی کے لئے اِس زمین پر دن رات کام کیا اور امیدیں لگائے بیٹھا رہا۔ میری آپ سے درخواست ہے یہاں منسٹر صاحب بھی موجود ہیں آپ ایمر جنسی declare کریں اور یہ پانچ چھ سو۔ ارب روپے سے نہ ڈریں۔ ہم نے کروڑوں روپے کے قرضے لے لئے، اربوں کے قرضے لے لئے یہ دو چار سو۔ ارب روپے ہم re-appropriate کر لیں۔ ہم یہ سوچیں کہ ہم نے اس سال زمیندار کو support کرنی ہے۔ زمیندار وہ طبقہ ہے کہ اُس کا پیسا اُس کی الماری یا تجوری میں نہیں جاتا۔ آپ آج اُس کو گندم کے پیسے دیں وہ کل اٹھا کر مارکیٹ میں لگا دے گا اور وہ پیسا واپس آئے گا، آپ کی circulation بڑھے گی۔ اس لئے میری درخواست ہو گی کہ اِس فنڈز کو re-appropriate کریں اور ایمر جنسی declare کریں کیونکہ اس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی حل نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخر میں حکومتی بنچوں کو صرف اتنی بات کہوں گا کہ:

لشکر بھی تمہارا ہے سردار بھی تمہارا ہے
تم جھوٹ کو سچ لکھ دو اخبار بھی تمہارا ہے
خونِ مظلوم زیادہ نہیں بہنے والا
ظلم کا دور بہت دن نہیں رہنے والا
اِن اندھیروں کا جگر چِیر کر نور آئے گا
تم ہو فرعون تو موسیٰ بھی ضرور آئے گا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جی، رانا محمد اقبال صاحب!

رانا محمد اقبال خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! جب سے ہمارے وزیر صاحب تشریف لائے ہیں ہم ان کی طرف دیکھ رہے ہیں، یہ اپنی پالیسی کو واضح نہیں کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہماری پریشانی بڑھ رہی ہے، پتا نہیں یہ کیا پالیسی بنا کر ہمیں بتائیں گے کہ ہم نے کتنی خریدنی ہے یا نہیں خریدنی؟ ہم پریشان ہیں، ان کو 6 ایکڑ والوں کو بالکل accommodate کرنا چاہئے لیکن ہمارا کیا قصور ہے؟(نعرہ ہائے تحسین)

اگر ہم اِن کے ساتھ حساب کرنے بیٹھیں تو یقین جانیئے ہم ان کو بتائیں گے کہ ہمارا ایک ایکڑ پر ایک لاکھ 54 ہزار 500 روپے خرچ آتا ہے اور انہوں نے کہا کہ ہم 3900 روپے فی من کے حساب سے لیں گے۔ اگر یہ 3900 فی من کے حساب سے بھی لے لیں تو ہمیں اس میں کچھ تھوڑا سا نقصان تو ضرور ہے لیکن وہ ہم برداشت کر لیں گے۔ یہ ہمیں ایک ٹائم دے دیں کہ ہم آپ کی گندم کو اتنے دنوں میں اٹھا لیں گے اس سے کم از کم ہمیں تسلی تو ہو گی۔ ابھی تک ہمیں اِن کی طرف سے کوئی تسلی ہی نہیں مل رہی ہے۔ صرف یہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کی 6 بوری گندم خرید سکتے ہیں۔ اس طرح سے تو پھر گزارہ نہیں ہو گا۔ ہمارے لئے تو پھر مشکلات پیدا ہوں گی اور اگلا سال آپ کے لئے مشکل ترین ہو گا۔ مہربانی فرمائیں اور اپنی پالیسی واضح طور پر دیں۔ ہم بیچائی

کر بیٹھے ہیں، اگر ہم نے یہ غلطی کر لی ہے تو میرے بھائی ہمیں ہماری غلطی کی اتنی سزا تو نہ دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے اگر آپ اپنی واضح پالیسی ہمیں دے دیں گے اور یہ بتا دیں کہ ہم اتنے دنوں میں آپ سے گندم اٹھائیں گے۔ کم از کم ہمیں تسلی تو ہو گی۔ مہربانی فرمائیں اور اپنی واضح پالیسی بتائیں کہ کب تک گندم اٹھائیں گے۔ ہم زیادہ سے زیادہ پندرہ یا بیس دن تک گزارہ کر سکتے ہیں اس کے بعد ہمارے لئے مشکلات پیدا ہوں گی۔ مہربانی فرمائیں واضح طور پر آپ ہمیں اپنی پالیسی دیں کہ ہم اتنے دنوں میں آپ سے گندم 3900 روپے میں لیں گے لیکن اب یہ 2700 روپے میں جا رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ہاؤس کا وقت آدھ گھنٹے تک بڑھایا جاتا ہے۔

رانا محمد اقبال خان: جناب سپیکر! آپ ہماری پریشانی دیکھ لیں۔ مہربانی فرمائیں اور اپنی واضح پالیسی ہمیں بیان فرما دیں۔ میں اپنے لئے تو یہی بات کروں گا کہ:

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے
(نعرہ ہائے تحسین)

میں یہ بھی کہوں گا کہ:

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! میں نے بات کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، رائے صاحب!

جناب احسن رضا: جناب سپیکر! یہاں محترم منسٹر صاحب بھی بیٹھے ہیں میں آپ کی اجازت سے صرف ایک دو منٹ کی بات کروں گا۔ کسان کا شروع سے ہی استحصال ہو رہا ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ مکئی سے لے کر گنا اور پھر گندم۔ یہ سارا چلتا رہے گا اور مجھے نہیں لگ رہا ہے کہ اس کا کوئی

solution ہو گا۔ جتنا استحصال کسان کا ہو چکا ہے آپ یقین کریں کہ اس وقت پوزیشن یہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب آج یہ اعلان کر دیں کہ تمام کسان اپنی گندم جلانے کی بجائے ساری کی ساری فلسطین کے لئے donate کر دیں۔ آپ یقین کریں کہ تمام زمیندار اس بات پر رضامند ہوں گے کہ اپنی تمام کی تمام گندم فلسطین کے لئے بھیج دی جائے۔ یقین کریں کہ بات اس level پر آگئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ middleman آپ 6۔ ایکڑ کی بات کرتے ہیں، آج ہوچہ صاحب نے تاندلیانوالہ اور ماموں کانجن کی بات کی ہے وہاں 6۔ ایکڑ کے زمیندار ہیں وہاں پر آڑھتی بھی accommodate ہو گا کیونکہ محکمہ خوراک والوں نے پرانی روٹین کرنی ہی کرنی ہے۔ اتنے سال ہو گئے 1985 کے بعد آج تک storage کے لئے ایک سٹور بھی نہیں بنا۔ آپ کے پاس storage کے لئے جگہ ہی نہیں ہے۔ کسان کا شروع سے ہی استحصال ہو رہا ہے، کم از کم اتنا تو کر دیں کہ گندم کی storage کے لئے اِس بجٹ میں کچھ فنڈز رکھ دیں تاکہ اگلے سالوں میں زمیندار کے لئے کچھ نہ کچھ ہو جائے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے فلور ملز والوں کے ساتھ میٹنگ کی ہے کہ آپ گندم اٹھائیں، 22 فیصد قرض لیں۔ انہوں نے اِن کو جواب دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ فلور ملز مالکان کو تو کہہ رہی ہے کہ آپ 22 فیصد پر قرض لیں اور گندم اٹھائیں۔ وہ یہ کام خود کیوں نہیں کرتی، یہ بنکوں سے کیوں نہیں قرض لیتے اور ساری گندم کیوں نہیں اٹھاتے؟ یہ 6۔ ایکڑ والی پالیسی، یہ 12۔ ایکڑ والی پالیسی میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی مسئلے کا حل نہیں ہے۔ مسئلے کا حل یہ ہے کہ یہ ساری گندم خریدیں۔ یہ بنکوں سے قرض کیوں نہیں لیتے؟ یہ فلور ملز والوں کو کہتے ہیں کہ آپ 22 فیصد پر قرضہ لیں اور گندم اٹھائیں، گورنمنٹ کیوں نہیں 22 فیصد پر قرض لیتی؟ میرے بھائی نے کہا کہ ایمرجنسی لگائیں۔ آپ یقین کریں کہ آج وقت کی ضرورت ہے کہ آپ ایمرجنسی لگائیں اور زمیندار سے ساری کی ساری گندم اٹھائیں۔

جناب سپیکر: رائے صاحب! بہت شکریہ۔ میں With due respect. Now, i am going to invite the minister.

جناب عارف محمود گل: جناب سپیکر! ہمارے سب دوستوں نے گندم کے باردانہ پر بات کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ جس سیٹ پر بیٹھے ہیں تو آپ سب سے بہتر جانتے ہیں اور آپ بھی ایک زمیندار ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کی اکثریت ہماری جماعت سے جیتنے والے لوگوں کی ہے اور وہ بھی گاؤں سے تعلق رکھتے ہیں۔ میرا حلقہ PP-104 میں بھی 6 چکوک ہیں لیکن وہاں پر بھی چھوٹے زمیندار ہیں اور کوئی بہت بڑے زمیندار نہیں ہیں۔ ہمیں صبح سے لے کر شام تک ایک ہی فون آتا ہے کہ باردانہ کب ملے گا۔ یہ ہمارے لئے اور گورنمنٹ کے لئے ایک چیلنج سے کم نہیں ہے۔ یہ وقت ایک مشکل وقت ہے ہماری دعا ہے کہ ہماری یہ گورنمنٹ اس مشکل وقت سے نکلے۔ اگر ہم اس کام سے نکل گئے تو انشاءاللہ تعالیٰ ہمارا آنے والا وقت بھی سنہری وقت ہو گا کیونکہ ایک کسان جیسے ہم کہتے ہیں کہ وہ ریڑھ کی ہڈی کا کام کرتے ہیں اس صوبہ پنجاب میں سب سے زیادہ جو مشکلات سے گزرتا ہے وہ ایک کسان ہے۔ اس کو پتا ہے کہ وہ کس طرح اپنے گھر کا گزارہ کرتا ہے اور کس طرح وہ اپنی زندگی بسر کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری سرکار کو چاہئے کہ اس کا کوئی حل نکالیں اور فوری نکالیں۔ دیکھیں کہ پچھلے دنوں موسم اس طرح کا تھا کہ گندم نہیں نکل رہی تھی۔ اب ان دنوں میں گندم جلدی جلدی نکلے گی تو کسان کیا کرے گا؟ ہمیں ابھی تک بالکل ساری چیزیں black نظر آ رہی ہیں اور کچھ واضح نظر نہیں آ رہا۔ میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب شاید کوئی ایسی پالیسی دیں جس سے ہمیں اپنے علاقے کے لوگوں کو، اپنی عوام کو یہ بتانے کا موقع ملے کہ واقعی ہم کچھ آپ کے لئے کرنے جا رہے ہیں بلکہ کرنا چاہئے۔ آج آپ نے تمام ممبران کو ٹائم دیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کا فوری حل نکلنا چاہئے، پنجاب کی عوام اور کسانوں کو اس کا فائدہ پہنچنا چاہئے چاہے وہ جس طرح بھی ہو۔ میرے بھائیوں نے بہت ساری چیزیں بتائی ہیں کہ اِس طرح کر لیں اور اُس طرح کر لیں۔ بنکوں سے قرضہ لے لیں یا loan لے لیں۔ خدارا ہمیں اس کا کوئی حل نکالنا چاہئے اور انشاءاللہ میں امید کرتا ہوں کہ ہماری گورنمنٹ اور منسٹر صاحب یہ مل بیٹھ کر اس پر اپنی پالیسی کو واضح کریں گے اور آنے والا وقت آسانی سے گزرے گا۔ ہم سمجھیں گے کہ کسان کے مرہموں اور زخموں پر کچھ مرہم پٹی رکھی گئی جس سے ہمیں کوئی شفا محسوس ہو اور ہمیں کوئی سکون کا سانس آئے۔ ان شاءاللہ تعالیٰ میں پنجاب گورنمنٹ سے امید کرتا ہوں کہ ہم تمام ہاؤس میں بیٹھے ممبران اپنے حلقوں میں اس کا کوئی اچھے طریقے سے جا کر جواب دے سکیں کہ ہم

اسمبلیوں میں گئے، آپ کی آواز اٹھائی اور ہم نے آپ کے لئے یہ کیا۔ میں اس حکومت اور کسانوں کے لئے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہماری رہنمائی فرمائے۔

جناب سپیکر: سردار محمد علی خان!

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی۔ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ یہ اہم ترین issue ہے۔ یہ اتنا سنہری موقع ہے، موجودہ گورنمنٹ کا آج غالباً آٹھواں اجلاس ہے جب سے ہاؤس کا بزنس شروع ہوا ہے incompetency, irresponsible approach معذرت کے ساتھ، تنقید کرنی ہے اور ہم نے تنقید برائے اصلاح کرنی ہے۔ اہم عہدوں پر غیر زراعت پیشہ non-professional لوگوں کے بیٹھنے سے یہ حالات پیدا ہوئے ہیں۔ آپ کی گورنمنٹ نے جو 6 ایکڑ پالیسی والا اعلان کیا ہے تو آپ کسی کو address نہیں کر پا رہے یعنی 6 بیگ فی ایکڑ اس کا مطلب ہے کہ باردانہ اڑھائی من کا ہوتا ہے، آپ کے 6 ایکڑ کی total پیداوار 240 من ہے جو کہ ایک ایکڑ کی نارمل پیداوار 40 سے 45 من ہوتی ہے۔ 6 بیگ فی ایکڑ کا مطلب ہے کہ آپ 15 من فی ایکڑ گندم خریدیں گے۔ 15 من فی ایکڑ کا مطلب ہے کہ 6 ایکڑ سے 90 من گندم لے لیں گے۔ اس 6 ایکڑ کی total پیداوار 240 من بنتی ہے یعنی 90 من گندم اس غریب کی خریدیں گے تو ڈیڑھ سو من گندم وہ کہاں لے کر جائے گا؟ آپ 6 ایکڑ والے کو ہی address کر لیں اسانوں اگ لاؤ۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب! بہت شکریہ۔ ابھی منسٹر صاحب بتاتے ہیں۔ جی، چودھری جاوید احمد صاحب!

چودھری جاوید احمد: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس کی رحمت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ عزت بخشی اور ہم اس ہال میں آئے اور اپنے ان تمام محسنین اور اپنی پارٹی قیادت کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہمیں ٹکٹ دے کر یہ الیکشن لڑنے کا موقع دیا۔ اب میں اس topic کی طرف آنے سے پہلے صرف اتنا عرض کروں گا کہ گندم کے بارے میں بات کرنے سے پہلے ہمیں کسان کی بات کرنی چاہئے اور زراعت کی بات کرنی چاہئے۔ یہ صرف گندم کے لئے ایمرجنسی نافذ نہیں ہونی

چاہئے بلکہ زراعت کے بارے میں پورے پاکستان میں ایمرجنسی نافذ کی جانی چاہئے کیونکہ زراعت ایک ایسا سیکٹر ہے جو سب سے زیادہ neglected ہے اور کسان ایک ایسا ہمارا عنصر ہے جو زمین کا سینہ چیر کر رزق حلال کما کر ہماری روزی روٹی کا بندوبست کرتا ہے۔ بدقسمتی سے آج تک ہم نے ان کے حالات کو address نہیں کیا۔ یہاں پر گندم کے بارے میں زیادہ باتیں تو میرے دوستوں نے کر لی لیکن میں اتنا کہوں گا کہ اگر یہ شوگر ملوں کی طرح ہمارے پاس بھی وہ سٹاک رکھنے کے لئے کوئی جگہ ہوتی تو شوگر ملوں کی طرح چینی subsidize کر کے export کر دی جاتی ہے تو یہاں پر بھی سبسڈی دے کر آج تک یہ گندم export ہو چکی ہوتی۔ کجا یہ کہ یہاں export ہوتی اور یہ میرے پاس figures ہیں جو import کی گئی ہیں۔ جو پچھلے سال یا مارچ تک import کر کے ہمارے اس ملک کے کسان کا معاشی قتل کیا گیا۔ بدقسمتی یہ ہے کہ جو اس کے ذمہ داران تھے آج وہ ان بڑے بڑے عہدوں پر بیٹھے ہیں یا ان کو اس سے بھی بڑے عہدے دیئے جا رہے ہیں۔ میری اس ایوان سے اور اپنی حکومت سے یہ گزارش ہو گی کہ ہماری حکومت ان کے خلاف کارروائی کرنے کے لئے criminal procedure کے تحت criminal court میں ان کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ان کو اس معاشی قتل، اس ملکی نقصان اور آنے والے وقت میں قحط کا ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے قرار واقعی سزا دی جائے۔

تیسری بات میں یہ کہوں گا کہ یہاں پر 6 ایکڑ یا 12 ایکڑ یا بڑے زمینداروں کا ذکر ہوتا ہے تو اس سے بڑا ظلم کوئی نہیں ہے۔ میں خود ایک چھوٹا سا کسان ہوں اور ایک چھوٹے کسان کا بیٹا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ differentiation اور یہ discrimination ہے یہ ٹھنڈے کمروں میں بیٹھے ہوئے بابوں کو کہہ سکتے ہیں جن کا زراعت سے کوئی واسطہ نہیں ہے لیکن اگر زراعت کی ترقی ممکن ہوتی ہے تو بحیثیت ایک سیکٹر کے ہوتی ہے۔ یہ چھوٹے زمیندار اور بڑے زمیندار کی بات نہیں ہے۔ ہم نے subsidize کرنا ہے تو بہت سارے طریقے ہیں۔ ہم مشینری کی بات کرتے ہیں تو کیا مشینری 6 ایکڑ کا زمیندار خرید سکتا ہے؟ جس کی اپنی روزی روٹی مشکل ہوتی ہے، جس کے پاؤں میں جوتا نہیں ہوتا اور تن پر کپڑا نہیں ہوتا۔ وہ اپنے بیوی بچوں کو کیسے پال رہا ہے؟ اس کا احساس ٹھنڈے کمروں میں بیٹھ کر نہیں ہوتا۔ کاش یہی پالیسیاں کوئی بااثر نہیں بلکہ باخبر لوگ بناتے تو آج ایسا دن دیکھنے کو نہ ملتا۔ میں اپنے honorable minister صاحب سے اتنی

request ضرور کروں گا کہ ابھی انہوں نے اپنے opening remarks میں کہا تھا کہ جنوبی پنجاب میں یہ harvesting شروع ہوئی ہے۔

جناب والا! جنوبی پنجاب نہیں بلکہ سنٹرل پنجاب میں آدھی سے زیادہ harvesting ہو چکی ہے۔ میرا تعلق پاکپتن سے ہے یہ دیہی علاقہ بھی ہے تو میرے وہاں پر زمیندار رُل گئے ہیں۔ جب میں ارد گرد دیکھتا ہوں تو یہی حال وہاں پر بھی ہے۔ ہمیں اس کا فوری طور پر اعلان کرنا چاہئے کہ ہم کسان کا ایک ایک دانہ اٹھائیں گے جس طرح ماضی میں ہوتا رہا ہے۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے اپنے دور میں ایک ایک دانہ زمیندار سے اٹھا کر ان کو معاشی قتل سے بچایا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ wind up کریں۔ Please, I have to take care of a few more speakers.

چودھری جاوید احمد: جناب سپیکر! جی، ٹھیک۔ میں آخر میں صرف اتنا عرض کروں گا کہ ہم زراعت کے بارے میں comprehensive policy بناتے ہوئے اپنے کسان اور زراعت کو صنعت اور تجارتی مقابلے میں ignore کر رہے ہیں تو یہ اچھی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، thank you. جی، جناب جنید افضل ساہی!

جناب جنید افضل ساہی: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے وزیر صاحب کی توجہ اس بات پر دلانا چاہوں گا کہ support price کا مقصد اور purpose کیا ہے؟ جس ٹائم پہ گندم لگائی جاتی ہے ویسے تو support price اُس ٹائم پر announce کرنی چاہئے تاکہ کسان اُس ٹائم پہ valuation کر لے کہ مجھے کس ریٹ پر یہ گندم وارے آتی ہے اگر اس support price پر میں نے by compulsion state کو بیچنی ہے یا اس سے کم پہ بیچنی ہے تو کسان گندم کو لگانے والا کام ہی نا کرے۔ یہاں پر سب سے major issue یہ ہے کہ اگر میں نے گندم لگائی ہو گی اس کے بعد جس ٹائم پر گندم کی سرکار کو ضرورت ہے تو وہ اُس support price کے اوپر گندم لینے کے لئے کسانوں کے ساتھ ظلم بھی کرے گی، ڈنڈے کے زور پر ہمارے سے گندم procure کی جائے گی۔ انہوں نے جس طریقے سے ابھی policy بنائی ہے کہ صرف چھ ایکڑ کے زمیندار سے گندم خریدی جائے گی، یہاں پہ کافی اچھی گفتگو سب نے کی آپ مجھے یہ بتایئے کہ چھ ایکڑ کے

زمیندار کو اس میں کیا relief مل رہا ہے؟ یہ کہتے ہیں proposals دیئے جائیں اول تو انہوں نے ماننے نہیں ہیں لیکن چند proposals بڑے اچھے یہاں پر discuss ہوئے جس طرح ذوالفقار علی شاہ صاحب نے یہاں پہ ایک proposal دیا deferred payments کا لیکن deferred payment بھی اگر state کی اسی طریقے کی نالائقی اور نااہلی کی وجہ سے عوام کا اعتماد کھونے کے لئے ہے تو پھر تو یہ نہیں ہونی چاہئے۔ otherwise state responsibility لے اور ایک rate announce کرنے کے بعد ایک ٹائم فریم دینے کے بعد ensure کروائے کہ اُس ریٹ پر گندم اٹھائی جائے گی۔ دوسرا طریق کار یہ ہے کہ جس طرح میرے ایک بھائی معزز ممبر نے یہاں پر کہا کہ زرعی ایمر جنسی لگا کر funds کو re-appropriate کریں اور اس side پر utilize کریں۔ یہاں صرف سڑکوں کا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! سب سے major issue یہ ہے کہ جو بابوؤں کی عیاشیوں کے اوپر پیسے لگائے جا رہے ہیں آپ صرف پنجاب کے اُن بابوؤں کی عیاشیوں کے پیسے اس سائیڈ پر لگا دیں۔ یہ دفتروں کی تزئین و آرائش کے اوپر میرے فیصل آباد کے اندر ڈی سی فیصل آباد کے گھر کی تزئین و آرائش کے لئے ساڑھے سات کروڑ روپے دو مہینے کے فنڈ کے اندر رکھا گیا ہے۔ آپ مجھے بتائیں کہ اگر اس کے گھر کی renovation نہیں ہو گی تو کیا ڈی سی صاحب کام نہیں کر سکیں گے یا مر جائیں گے لیکن اگر غریب کسان کو اس کی محنت کا پیسہ نہ ملا تو وہ ضرور مر جائے گا۔ یہاں پر میں کہوں گا کہ آپ Annual Development Program کے اندر جتنے بھی buildings کے اوپر funds رکھے گئے ہیں ان تمام کو re-appropriate کر کے یہ جو اربوں روپے ہیں یہ آپ کسان سے گندم خریدنے کے اوپر لگائیں۔ یہ مہنگے قرضے کی بات ہمیں نہ سنائی جائے، قرضے نہ لیں۔

جناب سپیکر! آپ سے بھی اس ہاؤس کا ممبر ہونے کی حیثیت سے اور اپوزیشن کی طرف سے demand کروں گا کہ جو آپ بھی پنجاب اسمبلی کے ایم پی ایز کے لئے ہاسٹلز کے اوپر فنڈ لے کے بیٹھے ہیں اُس کو بھی ان کو donate کر دیں وہ بھی چھوڑ دیں اگر تین مہینے میں ہمارے hostels renovate نہ ہوئے یا complete نہ ہوئے تو کوئی ایم پی اے ایسا نہیں ہے جو سڑک پہ آ جائے گا لیکن کسان ضرور مرے گا خدارا اُس کے اوپر رحم کیجئے، یہ پیسے وہاں پہ لگا دیں۔ ایک اور تجویز ہے کہ جو چھ ایکڑ والے غریب کسان کی بات کر رہے ہیں اگر اس کے آپ یہ

6 من والا، 6 بوریوں والا، 36 بوریوں والا یا جو بھی formula بنا رہے ہیں کیونکہ آج کے دن تک formula کوئی بھی clear نہیں ہے policy آج تک نہیں آئی، different speculations ہیں جن کے اوپر ہم یقین کر کے یہاں پر تقریریں جھاڑ رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری request ہو گی کہ جو مزدور کی minimum wage ہے ہر چھ ایکڑ کے زمیندار کو کم از کم کوئی خدارا وہ minimum wage چھ مہینے کی دی جائے as a compensation apart from buying جو بھی یہ پالیسی نکالیں گے اُس کے مطابق buy کریں لیکن جو گندم اس نے باہر مارکیٹ میں بیچ کے نقصان اُٹھانا ہے خدارا 32 ہزار روپے جو ایک عام مزدور کی تنخواہ ہے وہ اُس غریب زمیندار کو چھ مہینے کی دی جائے تاکہ وہ اپنے بچوں کے لئے بہتر زندگی گزارنے کی کوشش تو کر سکے۔

جناب سپیکر! آخر میں ایک چھوٹی سی اور request جس طرح رائے صاحب نے فرمایا کہ یہ گندم ہم فلسطین donate کرنے کے لئے تیار ہیں، منسٹر موصوف فرماتے ہیں کہ ہم استحصال نہیں ہونے دیں گے غریب کسان مرنے پہ آگیا ہے۔اس ہاؤس کے forum سے آخری request کرنا چاہوں گا اگر ہم غریبوں کو، ہم کسانوں کو مارنا ہی ہے تو خدارا state level پہ فلسطین کا جہاد allow کریں اور ہم کسانوں کو کم از کم وہاں بھیج کے ہی شہید کروا دیں تاکہ ہم دنیا اور آخرت میں سرخرو تو ہو سکیں اگر ہم نے بھوک سے مرنا ہے تو اس سے بہتر یہ فلسطین کے جہاد میں حصہ لے کے شہادت کی موت ہو گی بہت شکریہ ۔

جناب سپیکر: Thank you very much ۔جی، چیمہ صاحب!

جناب وقار احمد چیمہ: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی آپ نے مجھے موقع دیا۔منسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ جنوبی پنجاب میں ابھی harvesting شروع ہوئی ہے آپ کو اور میرے سب زمیندار ساتھیوں کو پتا ہے وہ 90 percent ہو چکی ہے اور وسطی پنجاب میں تقریباً 30percent ہو چکی ہے وہاں کا زمیندار تو لٹ گیا ہے کیسے 2700 میں 3100 میں مڈل مین نے گندم خرید کے رکھ دی جب ہماری پالیسی آئے گی وہی چور دروازے سے وہ گورنمنٹ کو دے گا غریب لٹ جائے گا، کسان لٹ جائے گا، مڈل مین پیسے کمائے گا، خدارا منسٹر صاحب کو ایک دو

دن میں اپنی پالیسی کو revise کرنا چاہیئے اور یہ 6 ایکڑ، 6 ایکڑ کا ہم کہہ رہے ہیں خدارا 6 ایکڑ کی تو پوری اُٹھا لیں کم از کم 6 ایکڑ والا تو بچ جائے اُس کی جتنی ہے اُٹھا لیں۔ دوسرا جو purchase policy ہے یہ App کے چکروں میں غریبوں کو نہ ڈالیں۔ ہمارے چھوٹے زمیندار ان پڑھ ہیں اس کو شفاف بنایا جائے، گرداوری کے حساب سے اُس کے ایکڑوں کے حساب سے گندم خریدیں۔ یقین کریں ہم جب حلقے میں جاتے ہیں ایک ہی سوال ہوتا ہے کہ آپ کیا کر رہے ہیں، ہماری گندم کا کیا بنے گا؟ یہ جو ہم package دے رہے ہیں خدارا اُس کو half کر دیں لیکن زمیندار کی ساری فصل اُٹھا لیں تاکہ وہ بچ جائے۔ اگلے package سے فائدہ اُٹھانے کے قابل ہو جائے کہ وہ کوئی package لے یا machinery خریدے۔ آپ بھی زمیندار ہیں آپ منسٹر صاحب سے بہتر جانتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، چیمہ صاحب آپ کا شکریہ۔

جناب وقار احمد چیمہ: جناب سپیکر! یہاں ہمارے جو بھی colleagues rural areas سے ہیں وہ جانتے ہیں کہ زمیندار کی حالت کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے شکریہ۔ آپ کی بات آگئی ہے۔ اب میرا خیال ہے کہ we conclude it.

جناب حنبل ثناء کریمی: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی، حنبل صاحب! آپ بات کرنا چاہ رہے ہیں؟

جناب حنبل ثناء کریمی: جناب سپیکر! جی۔

جناب سپیکر: پھر میرے خیال میں we have to extend the time again اگر آپ ایک آدھے جملے میں کوئی تجویز کہہ دیں تو۔۔۔

جناب حنبل ثناء کریمی: جناب سپیکر! تجویز کیا آج پورا دن ہم نے اسی چیز کے اوپر گزارا ہے اور ابھی تک کچھ سمجھ نہیں آرہی اور یہاں یہ بات ہو رہی ہے کہ جی fifty percent procurement ہو گئی ہے یا hundred percent ہو گئی ہے۔ میرے خیال میں جو اگیتی فصل تھی وہ تو ساری اُٹھائی گئی ہے اور by the time کوئی پالیسی آئے گی تو جو پچھیتی فصل ہے وہ بھی ساری اُٹھائی گئی

ہو گی۔I don't think کہ یہ حکومت اس چیز کو لے کر اتنی serious ہے مگر ایک چیز کو ذہن میں رکھیں کہ جو اس کے بعد حالات آرہے ہیں وہ آپ کے لئے شاید ایک law and order کی situation بھی create کریں گے، جو غربت اور بیروز گاری کی صورتحال ہے مجھے لگتا ہے کہ یہ حکومت اُس کو بھانپ نہیں سکتی۔ آج ہم بیٹھے ہیں وزیر صاحب کی policy سننے کے لئے صبح سے کان ترس گئے ہیں، پورا ایوان سارے ممبرز بار بار یہ بات کر رہے ہیں تو مہربانی کر کے اس بات کو clear کریں۔

جناب سپیکر: جی، thank you۔جی، بلال یٰسین صاحب!

وزیر خوراک(جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں نے بڑی detail سے یہاں پر discussion سنی اور اس پر کوئی دوسری سوچ نہیں ہے کہ ان کا constitutional right ہے کہ ممبرز یہاں پر اپنی discussion میں حصہ لیں اور proposals دیں۔ایک چیز میں نے ضرور feel کی کہ trust deficit اس حد تک ہے کہ کوئی اس چیز کو ماننے کے لئے ہی تیار نہیں ہے کہ گورنمنٹ کے پاس ایک پالیسی ہے اب یہ ان کا حق ہے کہ اس پر criticism ریکارڈ کروائیں لیکن گورنمنٹ کے پاس ایک پالیسی موجود ہے ان کو اعتراض ہے کہ 6 ایکڑ تک نہیں ہونی چاہئے 100 ایکڑ تک کے لئے ہونی چاہئے۔ یہ گورنمنٹ کا اپنا privilege ہے مگر گورنمنٹ نے اس ہاؤس کو توقیر دی اور اس چیئر کے order کے بعد جب اس چیئر نے order دیئے کہ منسٹر صاحبان جائیں اور چیف منسٹر صاحبہ سے بات کریں اور چیف منسٹر صاحبہ نے بالکل own کیا اور گورنمنٹ نے چاہا کہ دونوں طرف سے کوئی proposals آئیں اور جو پالیسی بنی ہوئی ہے اُس کو پس پشت رکھ کر ہم یہاں ایوان سے رائے لیں اور اُس رائے کی روشنی میں اگر کوئی نئی amendment ہو سکتی ہے تو کریں مگر ایک چیز میں نے feel کی کہ یہاں پر trust deficit اس حد تک ہے کہ وہ اس چیز کو ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ بہر حال مجھے بالکل اس چیز کا احساس ہے کہ اس وقت جو حالات ہیں اور دونوں طرف سے جو ہمارے ممبران ہیں اُن کا concern ہے کہ ہر صورت میں procurement ہونی چاہئے تو میں آپ کو ایک چیز بتاؤں کہ ہمارے پاس جو سسٹم ہے جس پر تنقید بھی ہوئی اس سسٹم کے تحت ہمارے پاس تقریباً ڈیڑھ لاکھ applications موجود ہیں جو چھوٹے کسان کی ہیں جن کو ہم entertain کرنے جا رہے ہیں۔میری جو درخواست تھی اس پر کوئی بات

نہیں ہوئی اس بحث کی جو main cause ہے کہ بیچ کی اتنی flooding ہو گئی کہ ہم with full swing شاید اس کی procurement نہیں کر سکے تو اس پر کوئی بات نہیں کی گئی اور میں نے یہاں پر آفر کی تھی کہ بالکل اس پر ایک committee constitute ہونی چاہئے اور اس کی انکوائری ہونی چاہئے جس کے لئے میں ابھی بھی بیٹھنے کو تیار ہوں اگر یہ مجھے کہیں تو میں صبح بھی بیٹھنے کو تیار ہوں کیونکہ مجھے ہر صورت اس چیز کو ایک دو دن میں wind up کرنا ہے تاکہ گورنمنٹ اپنی پالیسی کے ساتھ move forward کر سکے۔ میں ایک بات ضرور عرض کروں گا support price announce کی جاتی ہے کیونکہ میں اتنا پڑھا لکھا نہیں ہوں تو میں اس کا مطلب جاننا چاہتا ہوں کہ اس کا مطلب کیا ہے، اس کا مطلب جو میں سمجھا ہوں کہ گورنمنٹ ایک support price announce کرتی ہے کہ جو کسان ہے جیسا کہ میں نے استحصال کا لفظ استعمال کیا کہ اس کا استحصال نہ ہو اور at least جو چھوٹا کسان ہے اس کو پتا ہو کہ اگر میری گندم نہیں بکے گی تو اس پرائس پر گورنمنٹ اس سے لینے جا رہی ہے۔ دوسری بات پنجاب میں جو ٹوٹل آپ کی اس وقت crop ہے let say کہ ہم 40 لاکھ میٹرک ٹن گندم buy کرتے ہیں، میں نے ابھی تک جو پانچ یا چھ procurements کی ہیں وہ 40 لاکھ میٹرک ٹن تک کی ہیں، 40 لاکھ میٹرک ٹن جو گندم ہے وہ تقریباً جو ہمارے ہاں پورے wheat growing ہوتی ہے اس کا less than fifteen percent ہے تو جو remaining eighty five percent wheat ہے وہ کدھر جاتی ہے اس کا مجھے جواب چاہئے۔؟

MR SPEAKER: It's very valid question to be asked.

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! ان کی باتوں سے مجھے اس طرح لگتا ہے کہ ساری کی ساری گیم گورنمنٹ کر رہی ہے اور منسٹر شاید کوئی ولن کا کردار ادا کر رہا ہے کہ گندم 40 لاکھ میٹرک ٹن کی بجائے ہم 10 یا 20 لاکھ میٹرک ٹن گندم خریدنے جا رہے ہیں تو اس طرح نہیں ہے گورنمنٹ سپورٹ پرائس announce کرتی ہے تاکہ وہ کسان جس کے پاس کوئی دوسری option نہیں ہے اس کا استحصال نہ ہو، اس کے لئے ہم ابھی بھی تیار ہیں کہ گورنمنٹ نے جو 3900 روپے فی من گندم کی price announce کی ہے اس کے لئے ہمارے پاس جو applications آئی ہیں ان میں سے ڈیڑھ لاکھ کے قریب applications eligible ہوئی ہیں تو کیا ان ڈیڑھ لاکھ لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ گورنمنٹ کی 6 ایکڑ یا 6 بیگز والی پالیسی کیا ہے

اگر ان کو اس پالیسی کے بارے میں علم تھا کہ یہ پالیسی غلط ہے تو پھر انہوں نے کیوں apply کیا ہے تو یہ میرا ایک سوال ہے وہ بھی سسٹم میں آئیں؟ان کو App پر اعتراض ہے تو مجھے بھی اعتراض ہے اور میں ایک manual آدمی ہوں اور مجھے بھی اعتراض ہے کہ App نہیں ہونی چاہئے تھی مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ ہماری جو ابھی 30 یا 35 دن گورنمنٹ کی عمر ہے اس میں ہم جو maximum دے سکتے تھے اس پر ہم نے focus کیا ہے، اس حوالے سے یہاں پر تین دن تک discussion ہوئی تو آج میں خوش ہوں اور مجھے قدر ہے اس ایوان میں دونوں اطراف سے جو آپ کی موجودگی میں بات ہوئی ہے وہ بڑی عزت کے ساتھ ہوئی ہے اگر کہیں کوئی تنقید بھی ہوئی ہے تو تمیز کے دائرے میں رہ کر ہوئی ہے تو مجھے اس بات کی خوشی ہے لیکن پہلے دن اس طرح نہیں تھا بلکہ پہلے دن تو لوگ personal ہو رہے تھے مجھے خوشی اور اس چیز کی قدر ہے کہ یہاں پر آج جو criticism ہوئی ہے وہ تمیز اور تہذیب کے دائرے میں ہوئی ہے ایسا ہی ہونا چاہئے اور اس کو promote کرنا چاہئے۔ میں گزارش کرنا چاہوں گا یہاں پر جو مارک اپ کی بات ہوتی ہے although مجھے اس پر بات نہیں کرنی چاہئے لیکن مگر تھوڑا سا update کرنا میری ذمہ داری ہے تو وہ مارک اپ 6 فیصد نہیں ہے بلکہ وہ four time بڑھ گیا ہوا ہے کیونکہ اتنے بڑے نمبرز ہیں تو وہ matter کرتے ہیں خالی اس طرح تھوڑی ہے کہ صرف کہنے سے کام ہو جائے گا۔ یہاں پر درجنوں ممبران جنہوں نے discussion میں حصہ لیا بڑے عالم فاضل میرے دوست، colleague بھائی ہیں تو یہ کوئی proposal تو دیں میں تو ابھی بھی بیٹھنے کو تیار ہوں مجھے کہیں نہیں جانا میں بیٹھتا ہوں آپ کا آفس use کرتا ہوں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: اعجاز صاحب! ایک سیکنڈ میری بات سنیں۔ منسٹر صاحب یہ کہہ رہے ہیں کہ maximum capacity to which the Government of Punjab in procurement ہے، سابقہ ادوار میں different political parties جن کا نام لینے کی ضرورت نہیں ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم 40 لاکھ میٹرک ٹن گندم خریدنے تک گئے ہیں اب 40 لاکھ میٹرک ٹن گندم جو ہے is supposedly 2.25 trillion کا 15 فیصد ہے ہماری جو گندم کی growth ہے اس کا 15 فیصد 40 لاکھ میٹرک ٹن گندم لینے سے

ہوتا ہے now this is the correct figure and I know and you know that یہ ان کا ایک valid question ہے لیکن یہ اتنی hue and cry all the members from across the divide گورنمنٹ پارٹی کے ممبرز آپ کہہ رہے ہیں کہ جو گورنمنٹ procurement کر رہی ہے گورنمنٹ کہہ رہی ہے کہ میری procurement اتنے لاکھ میٹرک ٹن کی ہو جائے گی ایک پالیسی دے رہی ہے اور کسان سے PITB App کے ذریعے سے گندم لے رہی ہے، ٹھیک ہے۔ میرا اعتراض ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوں کیونکہ PITB App is not good منسٹر صاحب ہمیں ensure کریں آپ کا اور میرا ابھی یہی سوال ہے آپ کی problems and difficulties are well founded اس کو ہم لے رہے ہیں 85٪ used to be remained in the field once you are procuring to اور وہ تھی آپ کی maximum 40 لاکھ میٹرک ٹن تک تھی، ہم آپ سے wheat policy کے حوالے سے یہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا آپ کسان کی مشکل کو حل کرنے کے لئے reach out کر رہے ہیں Are you doing it?

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! بالکل، اس میں کوئی دوسری سوچ نہیں ہے۔ آج کی debate کے حوالے سے میں شاید آپ کو سمجھا نہیں سکا تو اس کے لئے مجھے آپ کی مدد چاہیئے ہو گی کہ بالکل گورنمنٹ procure کرنے جا رہی ہے اس میں کوئی دوسری سوچ نہیں ہے اس کی میں ابھی آپ کو proper figure نہیں بتا سکتا مجھے کہیں گے تو میں وہ بھی آپ کو quote کر دوں گا میرا point of view یہ ہے Chair کی طرف سے آرڈر ہوا تھا کہ جی اس پر debate ہو گی اور گورنمنٹ کی طرف سے as a minister میں نے House open کیا اور میں نے کہا کہ جی بالکل آپ تمام ممبران مجھے proposal دیں۔ میں اس debate کے بعد بھی یہاں پر بیٹھنے کو تیار ہوں، مجھے بتائیں کیونکہ گورنمنٹ نے تو اپنی پالیسی دے دی ہے اس پر ان کا حق تھا انہوں نے اس حق کو constitutionally use کرتے ہوئے اس کو oppose کیا لیکن گورنمنٹ نے تو کہہ دیا کہ ہم 6 ایکڑ کے ساتھ جا رہے ہیں اور 6 بیگز دینے جا رہے ہیں، اس پر ان کا constitutional right ہے کہ یہ اپنی reservations record کروائیں تو انہوں نے وہ ریکارڈ کروا دی ہیں، اب میں open hearted ان کو پھر آفر کر رہا ہوں کہ گورنمنٹ کی policy stand still کر رہی ہے مگر اس کو پس پشت رکھتے ہیں کیونکہ Chair کی طرف سے اور گورنمنٹ نے اس کو بڑا

ایکopen heartedofferکیا کہ آپ بیٹھیں اور اس کوrethinkکرلیں ابھی بھی مجھے بتائیں میں اس لئے یہاں پر ہوں کہ مجھے بتائیں کہ نہیں جناب ایک یہاں پر بہت اچھیproposalآئی کہdeferred paymentپر بھی بات کی جاسکتی ہے کہ وہ کس طرح سےdoableہے اس پر بھی بیٹھ کر بات کرلیں یہاں پر میرا ڈیپارٹمنٹ بیٹھا ہے، ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری اور ڈائریکٹر صاحب اور دوسرے سارے لوگ موجود ہیں۔ یہ تمام باتیں تو بیٹھ کر کرنے والی ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ایک سیکنڈ میری بات سن لیں۔ ٹھیک ہے حکومت تو اس بات پر کھڑی ہے کہ ہم 6 ایکڑ کے کسان سے 6 بیگز لے رہے ہیں.which seems very insufficient

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! اگر ان کو سمجھ نہیں آرہی تو میں ان کوfiguresبتادیتا ہوں بقول منسٹر صاحب کے ان کے پاس ڈیڑھ لاکھapplicationsآئی ہیں ایکapplicationپر حکومت 90 من گندم لینا چاہ رہی ہے، یہ ٹوٹل ساڑھے تیرہ لاکھ میٹرک ٹن گندم بنتی ہے جو کہ یہ ہمیشہprocureکرتے تھے اس کا 33 فیصد بنتی ہے ان ہی کےfacts and figureکے مطابق ابھی بھی 66 فیصدneglectہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: حافظ صاحب! آپ کی اس بات کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ میں تو اپنی بات کو آپ کی بات کے نزدیک لے کر آرہا ہوں .and allow me to say it دیکھیں سوال یہ ہے کہ منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ 6 ایکڑ کےwe are reaching out to the farmerاس پر اس پورے ہاؤس کیdissatisfactionہے،agreed, پورا ہاؤس یہی کہہ رہا ہے and now we ask Minister Sahibوہ کہہ رہے ہیں کہ اب اس کیproposalآپ یہ دے رہے ہیں کہ آپ اس سے زیادہprocureکریں۔ ٹھیک ہے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! پورے ہاؤس نے کتنیproposalsدیں ہیں آپ سارا ریکارڈ نکال کر دیکھ لیں یہ تو پھر بھینس کے آگے بین بجانے والی بات ہے، یہtime killکررہے ہیں۔

جناب سپیکر: اعجاز صاحب! آپ کی بات آگئی ہے لہٰذا اب آپ مجھے بات کرنے کی اجازت دیں اب بات کو ختم بھی کرنا ہے یا نہیں کرنا ہے؟ جو وزیر صاحب کہہ رہے ہیں اس کے مطابق مجھے تین issuesسمجھ آئے ہیں۔ پہلا آپ کی جوprocurement policyہے جس کے مطابق آپ

6 ایکڑ کے کسان سے 6 بیگز لے رہے ہیں اس پر dissatisfaction ہے اور یہ sense of the House and this is across the line. دوسرا یہ ہے کہ آپ کے پاس پہلے کا سٹاک بہت زیادہ موجود ہے اور آپ کا وہ سٹاک imported wheat کا ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یسین): جناب سپیکر! وہ سٹاک imported wheat کا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ جو کہہ رہے ہیں کہ نگران حکومت نے گندم import کی تھی وہ کیا ہے؟

وزیر خوراک (جناب بلال یسین): جناب سپیکر! ہمارے پاس 23/22 لاکھ میٹرک ٹن لوکل گندم کے سٹاک ہیں۔ جو imported wheat ہے وہ گورنمنٹ آف پنجاب یا فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے نہیں خریدی۔ اس کی import کی اجازت وفاقی حکومت سے ملی اور پرائیویٹ سیکٹر کو نظر آیا کہ اس میں پیسے ہیں تو انہوں نے buying کی اور اس کی flooding کر لی یہ main cause ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کے پاس جو سٹاک پڑے ہیں کیا فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے پاس یہ imported wheat کے ہیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یسین): جناب سپیکر! نہیں۔ ہمارے لوکل کسان کی جو growing ہے یہ سٹاک وہ پڑے ہیں۔

جناب سپیکر: یعنی پچھلے سال والے سٹاک پڑے ہیں؟

وزیر خوراک (جناب بلال یسین): جی۔

جناب سپیکر: اب پچھلے سال کی گندم پڑی ہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یسین): جناب سپیکر! جی، ہماری وہ releases ہی نہیں ہوئیں۔ ہماری جو average releases ہوتی ہیں وہ about 30 lac metric ton کے قریب ہوتی ہیں لیکن unfortunately اتنی زیادہ flooding ہو گئی جو نہیں ہونی چاہئے تھی اس کی وجہ سے ہماری releases 17 لاکھ کے قریب ہوئی ہیں۔ ہم نے پچھلی دفعہ 40 لاکھ میٹرک ٹن کے قریب procurement کی تھی اور ہم اس وقت 23 لاکھ میٹرک ٹن کے carry forward کے ساتھ جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کتنی؟

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! تقریباً 22 لاکھ 70 ہزار میٹرک ٹن ہے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جب اتنا سٹاک تھا تو پھر import کی اجازت کیوں دی گئی؟

جناب سپیکر: اعجاز صاحب ! پلیز ایک سیکنڈ no, no, not like this, it has to be concluded. It is a serious matter than anything else ایک سیکنڈ ٹھہریں۔ We are talking in a situation where government and Food Department Punjab is sitting with 22 lac metric ton and the farmer with the bumper crop, right? Now, this is the situation and you have announced the Procurement Policy of 6 acre and 6 bags to each acre. منسٹر صاحب! میں نے جو تین سوال raise کئے تھے بات وہیں پر آ رہی ہے۔ آپ کے پاس 22 لاکھ میٹرک ٹن گندم پڑی ہے، imported wheat کا سوال آج بھی وہیں کھڑا ہے کہ وہ imported wheat کب، کیوں اور کیسے import کرنے کی اجازت دی گئی؟ فیڈرل گورنمنٹ نے کی تو کیسے کی؟ تیسرا یہ کہ اگر آپ چھ ایکڑ کے کسان سے لیتے ہیں تو جو left out farmer ہے اس کا پرسان حال کون ہو گا؟ اگر وہ کسان وہ grower اور جس نے آپ کی support price کی basis پر پچھلے سال سے زیادہ اس سال گندم کاشت کی اور گندم کا ایک بڑا hector کاشت ہو گیا تو یہ چار pertinent سوال اٹھتے ہیں ان کے علاوہ اگر کوئی سوال اٹھتا ہے تو۔۔۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! بات کی ساری سمجھ آ گئی ہے اب Please conclude کرنے دیں۔ یہ چار سوال ہیں جو پورے ہاؤس کی debate نے باہر نکالے میں again repeat کر رہا ہوں پہلا سوال کہ جو کسان left out ہو گا اس کا کیا ہو گا؟ آپ چھ ایکڑ والے کسان کو چھ بیگ فی ایکڑ کے حساب سے دے رہے ہیں تو سردار محمد علی خان نے ایک break down دیا کہ 90 من لیں گے اور 140 من پھر فیلڈ میں چھوڑیں گے۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! 150 من فیلڈ میں چھوڑیں گے۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! ٹھیک ہے figure اوپر نیچے ہو گا تو correct ہو جائے گا۔ imported wheat in what circumstances ایک false flag raise کیا گیا اور وفاقی حکومت کی طرف سے ایک بڑی import کی گئی اور اس کے بعد آپ کی releases نہیں ہو سکیں that is lying in your silos وہ آپ کے پاس پڑے ہیں اور پانچواں اور last one which is most important کہ اب اگر اس کسان کو unattended چھوڑ دیں گے تو اس کے repercussions کیا آئیں گے؟ future کی mapping کیا ہو گی اور اس کے debts کون pay کرے گا؟ اس کی لیبر کی cost کدھر سے نکل کر جائے گی؟ یہ ساری باتیں وہاں پر کھڑی رہیں گی now what I suggest is....

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! جو imported گندم آئی ہوئی ہے وہ پرائیویٹ لوگوں نے منگوائی ہے وہ گندم ابھی نکل نہیں رہی۔ پرائیویٹ سیکٹر نے 2100 روپے فی من میں گھٹیا گندم منگوائی ہے، افغانستان میں بھی وہی دے رہے ہیں اور ادھر فلور ملز والے بھی انہی سے لے رہے ہیں۔ نہ کوئی کسان کی گندم لے رہا ہے اور نہ ہی محکمہ فوڈ کی گندم لے رہا ہے۔ رمضان پروگرام میں بھی ساری وہی گندم چلی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! Thank you very much; this is again pertinent! منسٹر صاحب! ابھی آپ کی جو پالیسی ہے اس کے تحت جتنا reach out کر رہے ہیں جو آپ کی ترسیل کا نظام بنا ہوا ہے جنہیں آپ ابھی باردانہ دے رہے ہیں ان کو ذلیل مت کریں، کسان کی self-respect کا خیال کریں، کسان دھکے کھا رہا ہے، کسان اس ملک کا پسا ہوا طبقہ ہے I know the vision of the Chief Minister وہ آپ کو سارا کچھ دینا چاہ رہی ہیں۔ ہم Agricultural Department کے ساتھ ایک ہاؤس کمیٹی form کر رہے ہیں اس میں آپ، وزیر زراعت اور وزیر پارلیمانی امور ہوں گے اور آپ کے ساتھ مزید ممبر co-opt کروا دیتے ہیں۔ آپ ان کے تحت تجاویز بنائیں کہ آپ کی جو بھی پالیسی ہے اس کے مطابق کسان کو باردانے کی ترسیل میں اسے humiliate نہیں کیا جا رہا ہے، اس کا بیگ آڑھتی نہیں لے رہا، اس کے بیگ کے ساتھ profiteering نہیں ہو رہی، اس میں فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی pilferage نہیں ہو رہی۔ آپ یہ ساری باتیں ensure کر کے اس ہاؤس کو دے دیں اور اپنی حکومت کو بھی دے دیں اور اس کے ساتھ۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! اگر انہوں نے کسان کے ساتھ یہ ظلم کرنا ہے اور چھ ایکڑ والے کو ہی چھ بیگ فی ایکڑ دینے ہیں تو ہم احتجاجاً کل سے اجلاس میں نہیں آئیں گے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایک منٹ بیٹھ جائیں میری بات تو سن لیں۔ آپ میرے کہنے پر ایک منٹ کے لئے بیٹھ جائیں۔ ابھی جو آپ چھ ایکڑ والی بات پر واک آؤٹ کر رہے ہیں میں آپ کو suggest کروں گا کہ آپ واک آؤٹ نہ کریں۔ کیونکہ یہ حل نہیں ہے، آپ کی بات کا گورنمنٹ پر بڑا اثر ہے وہ سن رہے ہیں۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! ابھی تو اجلاس کا ٹائم ختم ہو گیا ہے اس لئے ہم ابھی واک آؤٹ نہیں کر رہے بلکہ اگر انہوں نے گندم کی خریداری کی پالیسی نہ بدلی تو ہم احتجاجاً کل سے اجلاس میں نہیں آئیں گے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! میری بات سن لیں۔ منسٹر صاحب آپ اس تجویز کو as it is لے کر کوشش کریں کہ اسے بڑھائیں۔ اگر یہ بڑھ سکتی ہے تو اسے بڑھانے کی کوشش کریں۔ اگر آپ اس کے بیگز بڑھا دیتے ہیں، ایکڑ کے نمبر بڑھا دیتے ہیں تو آپ کس حد تک بڑھاتے ہیں یہ sense of the House آپ کے پاس آ گئی ہے۔ آپ نے ابھی جو reasons بتائی ہیں ان میں پہلے نمبر پر middleman کی profiteering نمبر II آپ کہہ رہے ہیں کہ غریب آدمی کی روٹی کی قیمت، تیسرا آپ کہہ رہے ہیں کہ بنکوں کے interest rate کی کیا صورتحال بنتی ہے اور اس کے ساتھ کتنا فرق آئے گا۔ یہ problems to be addressed ہیں لیکن کسان کی cost پر ان problems کو address نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا میری آپ سے درخواست ہے from all the members کہ آپ اس کو ایک formative کسان کے problem کو address کرنے کے لئے گورنمنٹ کا plan share کریں اور اسے کچھ بہتر کریں۔

حافظ فرحت عباس: جناب سپیکر! میں نے اس وقت بھی آپ سے یہ گزارش کی تھی کہ کل آپ نے Ministerial Committee بنائی اب according to respective minister sahib کہ کل کی کمیٹی سے لے کر اب تک انہوں نے کوئی amendment نہیں کی۔ اگر انہوں نے اس میں کوئی ایک نکتہ بھی amend کیا ہے تو بتا دیں۔

جناب سپیکر: حافظ صاحب! ایک سیکنڈ- I know آپ جو کہہ رہے ہیں آپ کے جذبات ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ determine ہونا چاہئے کہ اس صورتحال سے کسان کیسے نکلے گا؟ اگر آپ اس سال میں انہیں نہیں نکال پا رہے تو آپ آ کر frankly بتائیں کہ نہیں نکال پا رہے۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ ہم نے یہاں پر گھنٹوں بیٹھ کر کسان کو discuss کیا ہے تو یہ کس طرح سوچ لیا جاتا ہے کہ ہماری طرف کہا جاتا ہے کہ بھینس کے آگے بین بجانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تو میں اسے اپنی زبان میں کہہ دیتا ہوں کہ why the pearls cast before the swine کیا ہم کسان کی بات نہیں کر سکتے؟ کیا ہم نے کسان کا ووٹ نہیں لیا؟ ہمارے ممبران کی backup پر کسان موجود نہیں ہے؟ یہ تو حکومت کا right اور ذمہ داری ہے کہ وہ کس طرح سے اپنی policies کو implement کرتی ہے۔ ہمارے پاس پورا plan موجود ہے، ہم کسان کو procurement پر بھی اکیلا نہیں چھوڑیں گے اور آنے والے دنوں میں جو کسان کو۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! کیا آپ یہ assure کر رہے ہیں کہ آپ کسان کی گندم اٹھائیں گے؟

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر! اگر حکومت کسان کی گندم نہیں خریدتی تو پھر اپوزیشن کل سے ایوان میں نہیں آئے گی۔

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! یہ بڑی عجیب سی بات ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ کی اس assurance پر کہ آپ کسان کے لئے ایک بہتر اور جامع پالیسی دیں گے .We conclude the debate

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جی، بالکل۔

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوا۔ لہٰذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 26-اپریل 2024 صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔